۱

نقل تجویز

مشمولہ مسل نمبری ۳۲ فیصلہ ۵- اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ع اجلاسی سب جج
صاحب بہادر رائے بریلی سید علی احمد ولد سید علی محمد مرحوم قوم سید
شیعہ زمیندار ساکن قصبہ نصیرآباد پرگنہ روہا ضلع رائے بریلی- مدعی

بنام

مدارہ وغیرہ بابت ۱۳ نفر اقوام شیخ بز قصابان ساکنان قصبہ مذکور- مدعاعلیہم

دعوی استقرار حق معہ سارہرجہ

تجویز

مدعی اصالتاً و منجانب مدعاعلیہم منشی شہاب الدین احمد وکیل حاضر-
مقدمہ ہذا مین فریقین مسلمان ہین اور وہ اپنے تئین تابع ایک خدا اور
ایک پیغمبر اور ایک کتاب یعنے قرآن مجید کا سمجھتے ہین اور سخت افسوس کی
بات ہے کہ وہ اُس اتفاق و اخوت سے علیحدہ ہین جسکی مذہب اسلام
و بانی مذہب اسلام نے سخت تاکید فرمائی ہے اور فریقین کے لیئے شرمناک
امر ہے کہ وہ اپنے مذہبی جھگڑون کو ایک حکومت عامہ کے تابع کرین اور باہمی
اصلاح کی قابلیت معدوم کردین بہرحال مدعی رہنے والا قصبہ نصیرآباد کا ہے
جو ایک مشہور قصبہ ضلع ہذا کا ہے اس قصبہ مین زیادہ تر آبادی حضرات
شیعہ کی ہے اور تعزیہ داری معمولاً ہوا کرتی ہے نزاع بابت ایک تعزیہ
کے ہے جو چپ تعزیہ کے نام سے مشہور ہے اور اوسکا نام چپ اسوجہ
سے ہے کہ اوسکے ساتھ باجا نہین بجتا وہ ایک خموشی کے عالم مین اوٹھایا
اور گشت کرایا جاتا ہے مدعی کا بیان ہے کہ قدیم الایام سے اس قصبہ کا

رواج ہے کہ محرم مین معمولاً اور علاوہ محرم اداے نذر یا بہ نیت دفع بلا
مثل بیماری ہاے وبائی و قحط سالی وغیرہ تعزیہ داری کی جاتی ہے علم اوٹھایا
جاتا ہے اور اونکے عقیدہ مین اسکی بجا آوری غضب الٰہی سے بچنے کا ذریعہ
اور نجات عقبادی کا وسیلہ ہے اس سلسلہ مین مدعی قدیم الایام سے ۲۰
صفر کو تعزیہ اپنے گھر مین رکھتا ہے اور ۲۱ صفر کو اپنے گھر سے اوٹھا کر مجمع
کے ساتھ معہ جلوس راہ معمولی مین ہوکر جانب دکھن آبادی بیرون قلعہ
آراضی موسومہ کربلا مین لیجاکر دفن کر دیتا ہے یہ ۲۱ صفر کا گشت و نیز
ہر روز بلا قید تاریخ کا حق مدعی و جملہ تعزیہ داران کو بہ بنا رواج مقامی
و رواج عام و بحیثیت مالک زمین و بحیثیت شارع عام و گذرگاہ عام و نیز باعتبار
اسکے کہ ہر ایک رعایا سے قیصر ہند کو اپنے مراسم مذہبی کے ادا کرنے مین آزادی
ہے حاصل ہے باوجود اسکے مدعا علیہم نے بعد عشرہ محرم چند تعزیون کے جسمین
تعزیہ ۲۱ صفر مدعی کا بھی ہے ساتھ رہنے اور جلوس کیگ چلنے سے انکار کیا اور ایک
درخواست بحضور مجسٹریٹ ضلع گذرانی کہ وہ اس خدمت سے آزاد کیے جائیں اور
۱۰ مئی سنہ ۱۸۹۹ء کو آزادی کا حکم پاکر خدمات عشرہ محرم سے بھی منکر ہوئے و بالآخر
دوسری درخواست بحضور صاحب مجسٹریٹ ضلع دی کہ ۲۱ صفر کی گشت سے اونکو
رنج پہونچتا ہے وہ روک دیا جاوے صاحب مجسٹریٹ ضلع نے حکم امتناعی جاری فرمایا اور مدعی کو
۲۱ صفر کی گشت سے روک دیا ۳ جون سنہ ۱۸۹۹ء سے ۹ دسمبر سنہ مذکور تک مدعی تعزیہ اٹھا نہ سکا
وبالآخر بحکم صاحب کمشنر بہادر مورخہ ۱۴ نومبر سنہ ۱۸۹۹ء ۱۰ دسمبر سنہ ۱۸۹۹ء کو مدعی نے تعزیہ اوٹھایا مدت
نفاذ حکم امتناعی مین مدعی کو نقصانات ذیل پہونچے —
اول صدمہ روحانی سوگ نشینی اور ماتم پرسی کی مدت کی طوالت — دوسرے التواے شادی پسر مدعی —
سوم تباہی سامان تعزیہ داری و سامان گشت و سامان شادی پسر

۵۴ ۱۵ مجالس روزانہ کا صرف -

سال حال کے ۲۱ - صفر والے تعزیہ مین بھی ایساہی اتفاق پیش آیا مدعی نے
تعزیہ اوٹھانا چاہا مدعا علیہم نے کارروائی کی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ پولیس متعینہ قصبہ
نصیر آباد نے مدعی کو نوٹس دیا کہ مدعی اپنا تعزیہ ۲۰ - صفر کو اوٹھاوے ورنہ وہ
نہ اوٹھا سکیگا اور اسوجہہ سے مدعی تعزیہ نہ اوٹھا سکا جملہ امور مصرحہ بالا سے
ہرجہ کا تعین مدعی سار کرتا ہے اور وہ مستدعی اس امر کے استقرار و اعلان
کا ہے کہ مدعی کو قصبہ مذکور مین ۲۱ - صفر کے تعزیہ کے اوٹھانے اور شارع عام
اور گلیون مین گشت کرانے و نیز دیگر تواریخ مین حسب ضرورت ہو اور معہ
سامان جلوس و علم وغیرہ کا استحقاق حاصل ہے اور مدعا علیہم کو کوئی منصب
مزاحمت کا نہین ہے اولاً مدعی نے اپنے حق مین و نیز جمیع تعزیہ داران کے
حق مین استقرار چاہا مگر بعد ازان بذریعہ ترمیم اپنے حق کے استدعا باقی رکھا
اور دوسرون کے استحقاق ثابت کرنے سے دست برداری کی اور اسی کے
ساتھ سار ہرجہ دلائے جانے کی بھی استدعا ہے -

مدعا علیہم حاضرین کو مدعی کے زمیندار ہونے اور مدعا علیہم کے اونکی رعایا ہونے
سے انکار ہے اور یہ کہ مدعا علیہم شرکت و جلوس لیکر چلنے کے لیئے مجبور نہین
کیئے جاسکتے اور مدعی کے استحقاق عام سے بھی انکار ہے اور یہ کہ ۲۱ صفر کا
تعزیہ فعل جدید ہے دو تین سال سے شروع کیا گیا ہے اور محض بنظر توہین و رنج
دہی مدعا علیہم اختیار کیا گیا ہے اور یہ کہ مدعی نے لباس یزیدی مدعا علیہم کو پہنانا
چاہا تھا اسوجہ سے اونہون نے بحضور صاحب مجسٹریٹ ضلع استغاثہ کیا
اور یہ کہ دعویٰ ناقابل سماعت عدالت دیوانی ہے اور یہ کہ اشتمال بیجا بنا ر
مخاصمت اور فریقین کا ہے اور یہ کہ صاحب ڈپٹی کمشنر کو بھی فریق ہونا چاہیے

اور اونکو ہرجہ اور اوسکی مقدار سے بھی انکار ہے اور یہ کہ ہرجہ بالاجمال نہین ہو
سکتا - مدعی امور مخالف مظہرہ عرضی دعوی سے منکر ہے -
میری راے مین اس مقدمہ مین مطلق ضرورت صاحب ڈپٹی کمشنر کے فریق
ہونے کی نہ تھی مگر بنظر رفع حجت بیبے صاحب ڈپٹی کمشنر کو اطلاع دی و بالآخر
اونھون نے فریق ہونا نامنظور فرمایا -

امور تنقیح طلب

۱ — مقدمہ قابل سماعت عدالت دیوانی نہین ہے -
۲ — اشتمال بیجا بنا ر مخاصمت و فریقین کا ہے -
۳ — ہرجہ بالاجمال جیسا کیا گیا ہے ہو سکتا ہے
۴ — مدعا علیہم مدعی کی رعایا ہین -
۵ — ۲۱ صفر کا گشت معمولی ہے جیسا دفعہ ۵ عرضی دعوی مین بیان کیا گیا ہے
اور جس طرح پر دفعہ ۶ عرضی دعوی مین بیان کیا گیا ہے یہ حق حاصل ہے -
۶ — مدعا علیہم جلوس لیکر چلنے پر مجبور کیے جا سکتے ہین
۷ — امور باعث ہرجہ متذکرہ دفعہ ۹ و ۱۰ و ۱۱ عرضی دعوی ہوے اور اوسکا شمار
معاوضہ مناسب ہے -
۸ — مدعی کس دادرسی کا مستحق ہے -

تنقیح اول کے اثبات مین انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۵۷۴ و جلد ۸ صفحہ ۶۹۳ پر استدلال کیا گیا نظائر مذکورہ بالا مین تجویز ہوا ہے کہ مذہبی سواری یا جلوس شارع عام پر نکالنے کا کوئی ایسا حق نہین ہے جو قابل سماعت عدالت دیوانی ہو جب تک ہرجہ ذاتی اوسمین شامل نہو مگر بخلاف اسکے بہت سے نظائر پاے جاتے ہین جلد ۸ بمبئی بہ نسبت جلد ۲ کے موخر ہے اور ۱۸۹۳ء کا

فیصلہ ہے اوسکے بعد ۹۷ء میں ہائی کورٹ کلکتہ نے نظائر محولہ بالا پر خیال فرماکر
اسکے خلاف فیصلہ صادر فرمایا ہے انڈین لارپورٹ کلکتہ جلد ۲۴ صفحہ ۲۴ ۵
ملاحظہ طلب اسکے علاوہ انڈین لارپورٹ کلکتہ جلد ۱۸ صفحہ ۴۴۸ و الہ آباد جلد
۱۲ صفحہ ۴۹۴ و جلد ۱۳ صفحہ ۴۱۹ و مدراس جلد ۲ صفحہ ۱۴۰ و جلد ۶ صفحہ ۲۰۳
و ۱۵۱ و کلکتہ جلد ۳ صفحہ ۳۹ و ویکلی رپورٹر جلد ۱۵ صفحہ ۱۹۳ و ۲۹ و کلکتہ
جلد ۵ صفحہ ۵۹ و بمبئی ہائی کورٹ رپورٹ جلد ۹ صفحہ ۴۱۳ و انڈین لارپورٹ
بمبئی جلد ۷ صفحہ ۳۲۳ موید اسکے ہین کہ ایسا دعوی عدالت دیوانی مین ہوسکتا
ہے علاوہ برین اس مقدمہ مین ہرجہ ذاتی کا بھی دعوی ہے یہ امر بھی قابل
لحاظ ہے کہ مقدمہ ہذا مین بحث شارع عام سے گذرنے اور اوسکے عدم
استحقاق کی نہین ہے بلکہ مخصوص تعزیہ کے نکالنے اور اوسکے گشت کیے
جانے کی بحث ہے لہذا مین تنقیح اول کا فیصلہ نفی مین کرتا ہون۔
میری رائے مین کوئی اشتمال بیجا بنا ر مخاصمت خواہ فریقین کا نہین ہے
اور جہانتک میرا خیال ہے بے سمجھے بوجھے یہ عذر کردیا گیا ہے مدعی نے
تعزیہ اوٹھاتا جیا تا مدعا علیہم مزاحم ہوئے پس ذمہ داری مشترکہ ہے اور سخت
ناانصافی ہوگی اگر مدعی مجبور کیا جائے کہ علیحدہ علیحدہ ہر ایک مدعا علیہ پر دعوی
کرے اور ہرجہ کا حصہ رسدی ہر ایک کے ذمہ قائم کرے اور یہ امر اصول قانون
کے بھی خلاف ہے دیکھو دفعہ ۲۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی تنقیح دوم کا فیصلہ بھی
نفی مین کیا جاتا ہے۔
تنقیح سوم کا فیصلہ مین بعد فیصلہ تنقیح ہفتم کرونگا۔
تنقیح چہارم و ششم سے دست برداری کی گئی دیکھو فرد کارروائی عدلت ہذا
مورخہ ۱۷- جولائی سنہ رواں ان دونون تنقیحون کا فیصلہ نفی مین کیا جاتا ہے

اصلی نزاع مقدمہ ہذا مین تنقیح پنجم کی ہے فریقین نے باستشہاد شہادت زبانی اس امر کے ثبوت وعدم ثبوت کی کوشش کی ہے کہ ۲۱ صفر کا تعزیہ مع جلوس نکالنا امر جدید ہے یا ایک زمانہ ممتد سے جاری ہے اور اسی سلسلے مین یہ بحث چھیڑی گئی ہے کہ تعزیہ بنانا جائز ہے یا ناجائز ہے اور بصورت جواز وناجواز کہان تک فریق مخالف کو منصب مزاحمت کا ہے اسمین کوئی شک نہین کہ واقعہ کربلا وشہادت جناب امام حسین علیہ السلام دنیا اسلام مین ایک ایسا دردناک ومصیبت انگیز واقعہ ہے جسکی نظیر امم سابقہ مین نہین ہے فریقین اس امر کو تسلیم کرتے ہین اور کوئی شک نہین کہ مذہب اسلام نے محبت اہل بیت ہر ایک شخص پر جو زمرہ اہل اسلام مین ہو فرض کردی ہے خداوند کریم اپنے کلام پاک قرآن مجید مین فرماتا ہے قُل لَّا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی - کہدو اے محمد صاحب کہ مین اپنی رسالت کا کچھہ بدلہ تمسے نہین چاہتا بجز اسکے کہ میرے رشتہ دارون سے محبت کرو اسی کو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے نظم کیا ہے اور فرمایا ہے یَا اَھْلَبَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ حُبُّکُمْ فَرْضٌ مِنَ اللّٰہِ فِی الْقُرْاٰنِ اَنْزَلَہٗ یعنے اے اہلبیت رسول اللہ آپکی محبت خدا نے فرض کردی ہے قران مین جسکو اوسنے اوتارا ہے اپنے نبی پر محبت اور دوستی کے لوازم فطری ہین کہ جس سے محبت ہو اوسکی خوشی سے خوشی اور رنج سے رنج ہو اور اس اصول پر جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت اور وہ مصائب جسکو آپ نے اور آپکے اہلبیت نے کمال استقلال وتحمل سے برداشت فرمائے ایک سخت دردناک واقعہ ہے اور اوسپر جسقدر مسلمان لوگ آنسو بہاوین اور رنج وغم کرین کوئی شک نہین کہ موجب ثواب وذریعہ نجات عقبادی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قبل از

وقوع واقعہ جناب پیغمبر صاحب کو اسکی خبر دی گئی تھی مشکوٰۃ شریف مطبوعہ
مطبع مجتبائی دہلی صفحہ ۵۷۴ مین ایک مطول حدیث ہے اور آخر حصہ اوسکا
یہ ہے فَاِذَا عَیْنَا رَسُوْلِ اللّٰہِ صلعم تُھْرِقَانِ الدُّمُوْعَ قَالَتْ فَقُلْتُ یَا
نَبِیَّ اللّٰہِ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ مَالَكَ قَالَ اَتَانِیْ جِبْرَئِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَ
اَخْبَرَنِیْ اِنَّ اُمَّتِیْ سَتَقْتُلُ اِبْنِیْ ھٰذَا وَاَرَانِیْ بِتُرْبَتِہٖ الْحُمْرَاءِ یعنے
حضرت ام الفضل بیان فرماتے ہین کہ وہ ایک روز جناب امام حسین
علیہ السلام کو لیکر پیغمبر صاحب کے حضور مین حاضر ہوئین اور جناب امام
ممدوح کو پیغمبر صاحب کی گود مین دیدیا اوسوقت پیغمبر صاحب رونے لگے
اونھون نے اسکا سبب استفسار فرمایا پیغمبر صاحب نے جواب دیا کہ ابھی
حضرت جبرئیل میرے پاس آئے اور مجھکو خبر دی کہ میری امت میرے اس لڑکے
کو شہید کریگی اور مجھکو اوسکے مشہد کی سرخ مٹی دکھلائی یہی حدیث صحیح مین مروی
ہے کہ بروقت وقوع واقعہ کربلا خواب مین دیکھا گیا کہ پیغمبر صاحب روتے ہین
اور آپکا سر و ریش مبارک غبار آلودہ ہے اوسے مشکوٰۃ شریف مین جسکا
حوالہ مینے اوپر دیا ہے یہ حدیث منقول ہے وَعَنْ سَلْمٰی قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی اُمِّ
سَلَمَۃَ وَھِیَ تَبْکِیْ فَقُلْتُ مَا یُبْکِیْكِ قَالَتْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلعم
تَعْنِیْ فِی الْمَنَامِ وَعَلٰی رَاْسِہٖ وَلِحْیَتِہٖ التُّرَابُ فَقُلْتُ مَالَكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
قَالَ شَہِدْتُ قَتْلَ الْحُسَیْنِ اٰنِفًا یعنے حضرت سلمی سے روایت ہے
کہ آپ حضرت ام سلمہ کے پاس آئین اونکو روتے ہوئے دیکھا اسکا سبب پوچھا
آپ نے فرمایا کہ مینے ابھی خواب مین رسول اللہ صلعم کو دیکھا آپکا سر و ریش
مبارک گرد آلودہ تھا مینے پوچھا آپ نے فرمایا کہ اسوقت مینے دیکھا کہ امام
حسین شہید کئے گئے ایک اور حدیث بھی اوسی کتاب مین ہے۔ وَعَنِ ابْنِ

عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صلعم فِیْمَا یَرَی النَّائِمُ ذَاتَ یَوْمٍ فِیْ نِصْفِ النَّهَارِ اَشْعَثَ اَغْبَرَ بِیَدِهٖ قَارُوْرَةٌ فِیْهَا دَمٌ فَقُلْتُ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ مَا هٰذَا قَالَ هٰذَا دَمُ الْحُسَیْنِ وَاَصْحَابِهٖ وَلَمْ اَزَلْ اَلْتَقِطُ مُنْذُ الْیَوْمِ فَاَحْصٰی ذٰلِكَ الْوَقْتَ فَاَجِدُ قُتِلَ ذٰلِكَ الْوَقْتَ

یعنے حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ اوہنون نے خواب مین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا دوپہر کے وقت پریشانی اور غبار آلودہ حالت مین اور اونکے ہاتہہ مین ایک شیشہ تہا جسمین خون تہا اوہنون نے پوچہا کہ یہ کیا ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ امام حسین علیہ السلام اور اونکے ساتہیون کا خون ہے حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ مینے اوس تاریخ کو اوسی وقت سے یاد رکہا اور خبر لیتا رہا بالآخر معلوم ہوا کہ وہ وہی وقت تہا جسوقت امام علیہ السلام شہید ہوئے الغرض اس واقعہ سے جو کچہہ حالت مسلمانون کی اور عام لوگون کی جنمین انسانی ہمدردی تہی ہوئی اوسکا پورے طور پر انکشاف حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی کی کتاب سر الشہادتین سے ہوتا ہے زیادہ طوالت دینے کی ضرورت نہین اس سے ثابت ہوگیا کہ محبت اہل بیت ایک فرض فرائض اسلامی سے ہے اور یہ بہی کہ حضرت امام علیہ السلام کے مصائب پر رونا علامات محبت مین سے ہے اور یہ ایک عام طریقہ ہے کہ جن ایام مین مصیبت نازل ہوتی ہے بالضرور اون دنون مین اوسکی یاد آجایا کرتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ ایام محرم و بالخصوص عاشورہ یعنے دس روز اول ماہ مذکو مین سُنّی و شیعہ دو لوگ اپنے اپنے طریقون پر اوسکا اظہار کرتے ہین اوسی اظہار رنج و غم کا ایک طریقہ تعزیہ داری قرار دیا گیا ہے جن لوگون نے تاریخ دیکہی ہے

اونکو معلوم ہوا ہوگا کہ بالتخصیص تعزیہ داری کب سے اور کیونکر جاری ہوئی اور
مین خیال کرتا ہون کہ اسکی تشریح کی زیادہ ضرورت نہین ہے اس تعزیہ داری کا
رواج ہندوستان مین بہت شائع ہوگیا ہے اور نہ فقط حضرات شیعہ بلکہ
بہت سے سنی المذہب بہی تعزیہ داری کرتے ہین میرے روبرو فریقین نے
تعزیہ کے جائز و ناجائز ہونے کے استدلال مین کثیر التعداد کتب مذہبی پیش
کی ہین جس سے میرا لکہنے کا عرصہ بڑھ گیا ہے یہ مقدمہ مابین سنی و شیعہ کے ہے
اگر وہ دونون ہم مذہب فریقین مین ہوتا تو اسکی ضرورت ہتی کہ تعزیہ کے جواز
و ناجواز مین بحث کیجاتی - میری راے مین مجہکو مطلق اسکی بحث نہ کرنی
چاہیئے کہ اہل سنت کے مذہب کے رو سے تعزیہ بنانا اور اسطرح پر اظہار ماتم
کرنا جائز ہے یا نہین کیونکہ یہ مقدمہ مابین دو اہل سنت و جماعت کے
نہین ہے کہ اونمین سے ایک کو معقول کیا جاے بلکہ امر فیصلہ طلب یہ ہے کہ
کہ آیا بروے مذہب حضرات شیعہ وہ جائز ہے یا نہین اور اگر جائز ہے تو آیا
کوئی ایسا امر ہے کہ اہل سنت اوسکے مزاحم ہون میرے روبرو ایک معتبر
و مستند فتاوی حضرات شیعہ کا پیش کیا گیا ہے کتاب من لا یحضرہ الفقیہ دستاویز
حرف الف پیش کردہ گواہ نمبر ۳ مدعا علیہم یہ کتاب مسلمہ ہے کتاب مذکور قلمی ہے
اور اوسپر صفحہ کا نشان نہین ہے مگر بروے شمار صفحہ ۵۹ مین ایک حدیث منقول
ہے جسپر استدلال کیا گیا ہے اور وہ حدیث یہ ہے قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ
عَلَیْہِ السَّلَامُ مَنْ جَدَّدَ قَبْرًا اَوْ مَثَّلَ مِثَالًا فَقَدْ خَرَجَ عَنِ الْاِسْلَامِ
یعنے فرمایا امیر المومنین علیہ السلام نے جو شخص تجدید کرے قبر کی یا تمثیل بناوے
کسی مثال کی وہ اسلام سے خارج ہے - بحث کیجاتی ہے کہ تعزیہ بنانا تجدید
قبر ہے اور مثال بنانا ہی ہے لہذا اس حدیث کے رو سے تعزیہ بنانا کفر ہے

کیونکہ خرج عن الاسلام کا نام کفر ہے مینے اسکا لفظی ترجمہ کر دیا ہے مگر اوس
کتاب میں جو معنی اس حدیث کے لیے گیے ہیں وہ کچھہ اور ہیں صاحب کتاب
تحریر فرماتے ہیں وَاخْتَلَفَ مَشَايِخُنَا فِي مَعْنَى هٰذَا الْخَبَرِ فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ
الْحَسَنِ الصَّفَّارِ رح هُوَ مَنْ جَدَّدَ بِالْجِيْمِ لَا غَيْرَ وَكَانَ شَيْخُنَا مُحَمَّدُ
بْنُ الْحَسَنِ بْنِ اَحْمَدَ بْنِ وَلِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَحْكِي عَنْهُ اَنَّهُ قَالَ
لَا يَجُوْزُ تَجْدِيْدُ الْقَبْرِ وَلَا تَطْيِيْنُ جَمِيْعِهِ بَعْدَ مُرُوْرِ الْاَيَّامِ عَلَيْهِ
وَبَعْدَ مَا طُيِّنَ فِي الْاَوَّلِ وَذَكَرَ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رح اِنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ
اِنَّمَا هُوَ مِنْ حَدَّدَ قَبْرًا بِالْحَاءِ غَيْرِ الْمُعْجَمَةِ يَعْنِيْ بِهٖ مَنْ سَنَّمَ قَبْرًا وَذَكَرَ عَنْ
اَحْمَدَ بْنِ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَرْقِيِّ اَنَّهُ قَالَ اِنَّمَا هُوَ مَنْ جَدَثَ قَبْرًا وَتَفْسِيْرُ
الْجَدَثِ الْقَبْرُ فَلَا نَدْرِيْ مَا عَنٰى بِهٖ وَالَّذِيْ اَذْهَبُ اِلَيْهِ اِنَّهُ جَدَّدَ بِالْجِيْمِ
وَمَعْنَاهُ نَبَشَ قَبْرًا لِاَنَّ مَنْ نَبَشَ قَبْرًا فَقَدْ جَدَّدَهُ وَاَحْوَجَ
اِلٰى تَجْدِيْدِهٖ وَقَدْ جَعَلَهُ جَدَثًا مَحْفُوْرًا وَاَقُوْلُ اِنَّ التَّجْدِيْدَ عَلَى الْمَعْنَى
الَّذِيْ ذَهَبَ اِلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الصَّفَّارِ وَالتَّحْدِيْدَ بِالْحَاءِ غَيْرِ
الْمُعْجَمَةِ الَّذِيْ ذَهَبَ اِلَيْهِ سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَالَّذِيْ قَالَهُ الْبَرْقِيُّ مِنْ
اَنَّهُ جَدَثَ كُلُّهُ دَاخِلٌ فِيْ مَعْنَى الْحَدِيْثِ وَاِنَّ مَنْ خَالَفَ الْاِمَامَ عَلَيْهِ
السَّلَامُ فِي التَّجْدِيْدِ وَالتَّسْنِيْمِ وَالنَّبْشِ وَاسْتَحَلَّ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ فَقَدْ
خَرَجَ مِنَ الْاِسْلَامِ وَالَّذِيْ قَوْلُهُ فِيْ قَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ مَثَّلَ مِثَالًا يَعْنِيْ
اَنَّهُ مَنْ اَبْدَعَ بِدْعَةً وَدَعَا اِلَيْهَا اَوْ وَضَعَ دِيْنًا فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْاِسْلَامِ
وَقَوْلِيْ فِيْ ذٰلِكَ قَوْلُ اَئِمَّتِيْ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ یعنے ہمارے مشائخین نے اس
حدیث کے معنی مین اختلاف کیا ہے محمد بن حسن الصفار نے لفظ جدد کو بالجیم
لیا ہے اور اوسکے معنی یہ قرار دیے ہین کہ جائز نہیں ہے از سر نو قبر کا بنانا اور

پوری قبر پر نئی مٹی لگانا بعد گذر جانے بہت دنون کے اور بعد اسکے کہ پہلی مرتبہ اوسپر مٹی لگا دی گئی ہو اور ظاہر ہے کہ تعزیہ مین ان امور سے کوئی نہین ہے پھر صاحب کتاب تحریر فرماتے ہین کہ سعد بن عبداللہ نے لفظ حَدَّدَ کو بالحاء غیر معجمہ لیا ہے یعنے جو شخص اونچی کرے قبر کو اوسکے لیئے یہ ممانعت ہے اور احمد بن ابی عبداللہ البرقی سے بجاے حَدَّدَ کے جَدَث کا لفظ بھی صاحب کتاب لکھتے ہین کہ جدث کے معنے خود قبر کے ہین پس کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ برقی کی کیا مراد ہے صاحب کتاب فرماتے ہین کہ میرا مسلک ہے کہ وہ لفظ جَدَّدَ بجیم ہے اور اوسکے معنی قبر کھودنے کے ہین کیونکہ جو شخص قبر کھودے گا اوسکو پھر نئے سر سے بنانے کی احتیاج ہوگی کیونکہ اوس قبر کو کھود ڈالا ہے اور مین کہتا ہون کہ جو معنی محمد بن حسن الصفار نے لیئے ہین اور جو معنی سعد بن عبداللہ نے لیئے ہین اور جو برقی کی راے ہے وہ سب معنی جدث مین داخل ہین نتیجہ یہ ہوا کہ جو شخص خلاف ارشاد امام علیہ السلام قبر کو نئے سر سے بناوے اوسکو اونچی کرے یا اوسکو کھودے اور ان مین سے کسی امر کو حلال سمجھے تو وہ اسلام سے خارج ہو جائیگا اور میرے نزدیک مَثَّلَ مِثَالاً کے یہ معنی ہین کہ جو شخص نئی بات نکالے اور لوگون کو اوسکی پیروی کی ترغیب دے یا ایک نیا دین نکالے پس وہ اسلام سے خارج ہے اور یہ میرا قول میرے امامون کے قول کے مطابق ہے مین خیال کرتا ہون کہ اس سے تعزیہ کی حرمت اور اوسکا ناجائز ہونا ثابت نہین ہوتا تعزیہ نہ کوئی قبر کو نئی بناتا ہے نہ قبر پر مٹی لگاتا ہے نہ قبر کھودتا ہے نہ قبر کو اونچی کرتا ہے اب باقی رہا مَثَّلَ مِثَالاً اوسکی تفسیر بدعت و وضع دین کے ساتھ کی گئی ہے بحث کیجاتی ہے کہ تعزیہ بنانا بدعت ہے بدعت کے معنے اصطلاح فقہی مین وہ چیز ہے جو بعد رسول اللہ صلعم ایجاد ہوئی ہو اور

بربنا رمذہب اہل سنت بدعت ممنوع ہے اہل سنت کی حدیث صحیح ہے۔ کل
بدعة ضلالة وکل ضلالة فی النار یعنے ہر ایک نئی چیز گمراہی ہے اور اوسکے
مرتکب کا ٹھکانا دوزخ ہے بحث کیجاتی ہے کہ کل بدعة ضلالة قضیہ موجبہ کلیہ
ہے اور کل افراد اوسمین داخل ہین اور جو امور بعد رسول صلعم پیدا ہوئے ہین
اور اوس زمانہ مین نہ تھے سب بدعت و ضلالت ہے بیشک ایک گروہ
علماے اہل سنت کا ہے جس نے اسکے معنے عام بلا
تخصیص لیئے ہین مگر وہ محققین علماے اہل سنت
اسکے برخلاف ہین اولاً وہ اوس اصول پر عمل کرتے ہین جو اصول
فقہ کا ایک مشہور مسئلہ ہے وَمَا مِنْ عَامٍ اِلَّا وَقَدْ خُصَّ مِنْہُ الْبَعْضُ۔
یعنے کوئی کلیہ ایسا نہین ہے جسمین کوئی امر مستثنیٰ نہو اور وہ بدعت کی
تقسیم کرتے ہین اور بعض کو ممنوع اور بعض کو غیر ممنوع قرار دیتے ہین اور
کوئی شک نہین کہ یہی مذہب حق ہے چنانچہ امام غزالی نے جنکا لقب اہل
سنت مین حجة الاسلام ہے اپنی کتاب احیاء العلوم مطبوعہ مطبع منشی نولکشور
جلد دوم باب اول صفحہ ۳ مین تحریر فرماتے ہین وَقِیْلَ اَرْبَعٌ اُحْدِثَتْ بَعْدَ
رَسُوْلَ اللّٰہِ صلعم اَلْمَوَائِدُ وَالْمَنَاخِلُ وَالْاُشْنَانُ وَالشِّبَعُ وَاعْلَمْ اَنَّا وَاِنْ
قُلْنَا اَلْاَکْلُ فِی السُّفْرَةِ اَوْلٰی فَلَسْنَا نَقُوْلُ اَلْاَکْلُ عَلَی الْمَائِدَةِ مَنْہِیٌّ
عَنْہُ نَہْیُ کَرَاھَةٍ اَوْ تَحْرِیْمٍ اِذْ لَمْ یَثْبُتْ فِیْہِ نَہْیٌ وَمَا یُقَالُ اِنَّہٗ اُبْدِعَ
بَعْدَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم فَلَیْسَ کُلُّ مَا اُبْدِعَ مَنْہِیًّا بَلِ الْمَنْہِیُّ بِدْعَةٌ
تُضَادُّ سُنَّةً ثَابِتَةً وَتَرْفَعُ اَمْرًا مِنَ الشَّرْعِ مَعَ بَقَاءِ عِلَّتِہٖ بَلِ الْاِبْدَاعُ
قَدْ یَجِبُ فِیْ بَعْضِ الْاَحْوَالِ اِذَا تَغَیَّرَتِ الْاَسْبَابُ یعنے کہا گیا ہے
کہ چار چیزین بعد زمانہ رسول اللہ صلعم نئی پیدا ہوئین مائدہ یعنے میز یا چوکی یا کسی

اونچی چیز پر رکھکر کھانا کھانا اور مائدہ اور اشنان جو ایک خوشبودار گھاس ہے
جس سے کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دہویا جاتا ہے اور سیر ہو کر کھانا کھانا اور جانو کہ
اگرچہ ہمنے کہا ہے کہ دسترخوان پر کھانا کھانا بہتر ہے مگر ہم نہین کہہ سکتے کہ مائدہ پر
کھانا کھانا ممنوع ہے اور وہ مکروہ ہے یا حرام ہے کیونکہ اسکی نسبت کوئی
صریحی ممانعت نہین پائی جاتی اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ اوسکی ابتدا بعد زمانہ
رسول اللہ صلعم کے ہوئی پس ایسا نہین ہے کہ جو چیزین بعد زمانہ رسول اللہ
صلعم سے نکلی ہون وہ سب ممنوع ہین بلکہ وہ نئی باتین ممنوع ہین جو کسی سنت
ثابت شدہ کے خلاف ہو وکسی حکم شرعی کے خلاف ہو باوجود اسکے کہ اوس
حکم شرعی کی علت باقی ہے بلکہ نئی باتین نکالنی بعض اوقات واجب ہے جبکہ
حالات مین واسباب مین تغیر ہو جاوے اس مقام پر ہمنے مائدہ کا ترجمہ میز وچوکی
وبالآخر کسی اونچی چیز کے ساتھ کیا ہے عرب کا دستور ہے کہ فرش پر بیٹھتے ہین اور
آگے چوکی ہوتی ہے اوسپر کھانا رکھکر کھاتے ہین یہی حال کھانے کی میز کا بھی ہے
اور یہی مفہوم امام غزالی صاحب کا بھی ہے اوسی کتاب کے اوسی صفحہ مین تحریر
فرماتے ہین وَلَيْسَ فِي الْمَائِدَةِ اِلَّا رَفْعُ الطَّعَامِ عَنِ الْاَرْضِ لِتَيْسِيْرِ
الْاَكْلِ وَاَمْثَالِ ذٰلِكَ مِمَّا لَا كَرَاهَةَ فِيْهِ یعنی مائدہ مین سوا اسکے اور
کچھہ نہین ہے کہ کھانا زمین سے اونچا رکھا جاتا ہے تاکہ کھانے مین آسانی ہو اور یہ ایسی
چیزین ہین جسمین کچھہ کراہت نہین ہے اسکے علاوہ جس شخص نے تواریخ خلافت
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پڑہی ہوگی اوسکو معلوم ہوگا کہ کیا کیا اختراعین اور
ایجادین آپنے فرمائین اور صحابہ موجودہ وقت نے بغیر انکار اونکو منظور کیا اور وہ
زمانہ ایسا نہتہا کہ سلطانی رعب مانع دخل امور ممنوعہ ہوتا بلکہ تواریخ شاہد ہے کہ علما
وصحابہ یکطرف بعض پردہ نشین عورتون نے حضرت ممدوح سے مخالفت کی ہے

اور حضرت ممدوح نے اوسکو تسلیم کرلیا ہے الغرض یہ امر ثابت ہے کہ امور جدیدہ
مطلقاً ممنوع نہین ہین اسمین شک نہین کہ تعزیہ بدعت ہے وہ رسول اللہ صلعم
کے زمانہ مین نہ تہا اور نہ ہوسکتا تہا آپکے زمانہ تک واقعہ کربلا ہی نہین ہوا تہا پس
یہ دیکہنا ہے کہ آیا تعزیہ بدعت ممنوعہ مین سے ہے یا نہین اسمین شک نہین کہ علمار
اہل سنت کا فتوی اوسکی ناجوازی پر ہے اور اوسکے ساتھ اسمین بھی شک نہین
کہ بعض اکابر حضرات صوفیہ گو وہ قائل جواز ہون یا نہون تعزیہ کی تعظیم و تکریم کیا کرتے
تہے مگر مین جیسا اوپر لکہہ چکا ہون اس مقدمہ مین تعزیہ کے جواز و ناجواز ہونے پر بحث
بربنار مذہب اہل سنت محض غیر ضروری امر ہے یہ دیکہنا چاہیئے کہ حضرات شیعہ
کے مذہب مین اسکی نسبت کیا حکم ہے مین اوپر لکہہ چکا ہون کہ جو روایت من لا
یحضرہ الفقیہ کی پیش کی گئی اوس سے تعزیہ کی حرمت مستنبط نہین ہوسکتی ہے میرے
روبرو ایک رسالہ مطبوعہ پیش کیا گیا ہے جسمین فتاوی مولانا سید محمد تقی
صاحب لکہنوی کے ہین جو اکابر علمار حضرات شیعہ مین تہے اور اپنے زمانہ کے
مجتہد مسلم تہے ممدوح الیہ تحریر فرماتے ہین کہ شبیہ ضرایح مقدسہ ساختن براے
اعانت بریکا و ابکا مستحب و موجب ثواب و رضاے رب الارباب است یعنی روضہ
و قبر مبارک کی شبیہ بنانا اسلیئے کہ رونے اور رولانے مین اوس سے مدد ملے نیک کام
و باعث ثواب و خوشنودی خدا ہے پس صاف طور پر ثابت ہوگیا کہ تعزیہ بنانا حضرات
شیعہ کے مذہب مین بدعت حسنہ اور موجب ثواب ہے اب یہ دیکہنا ہے کہ اہل سنت
کہان تک اوسکی مزاحمت کے مجاز ہین یہ امر ظاہر ہے کہ مختلف ادیان کے اشخاص
ہندوستان مین ہین اور وہ ایک ایسی گورنمنٹ کے اپنی خوش قسمتی سے تابع
ہین جسنے ہر ایک کو رواسم مذہبی کے اپنے اپنے طور پر ادا کرنے کی آزادی بخشی ہے
جب تک کوئی ایسا امر واقع نہو جس سے دوسرے مذہب والے کو کسی قسم کی

اذیت پہونچے بحث کیجاتی ہے کہ تعزیہ سے اہل بیت نبوت کی توہین ہوتی ہے
اونکے مصائب اونکی خانہ بربادی کا ذکر مرثیون مین ہوتا ہے اونکے پاک و متبرک
نام برملا علی الاعلان لیئے جاتے ہین روایات ضعیف و غیر اصلی پڑہی جاتی ہین ماتم
کیا جاتا ہے جو شرعاً ممنوع ہے اور اس سے اہل سنت کا دل دکھتا ہے اور اونکو رنج
پہونچتا ہے میری راے مین اس عذر کی مطلقاً اصلیت نہین ہے اگر ایسا ہوتا
تو عشرہ محرم مین بہت کچھہ ہوتا ہے اور مطلقاً اوسمین مزاحمت کا خیال بہی پیدا
نہین ہوتا اور مدعی کے اس حسب تعزیہ مین کوئی جدید امر اون امرون سے زاید نہین ہے
جو عشرہ محرم مین ہوا کرتے ہین یہ بہی بیان کرایا گیا ہے کہ مدعا علیہم کو لباس یزیدی پہنایا
جاتا ہے مین نہین سمجہتا کہ یہ اصطلاح کہان سے نکالی گئی ہے کسی تواریخ مین نہین ہے
کہ یزید نے اپنے لیئے یا اپنی فوج کے لیئے یا اپنی رعایا یا عمال کے لیئے کوئی نیا لباس نکالا ہو
اور جہان تک تواریخ سے پتہ چلتا ہے اوسوقت وہی لباس تہا جو عرب مین معمول
تہا میرے روبرو وہ لباس پیش بہی کیا گیا ہے وہ معمولی زمانہ حال کے کپڑون کے
سوا اور کچھہ نہین ہے اسکے بعد یہ دیکہنا چاہیئے کہ ذکر مصائب موجب توہین ہے یا
نہین مین اس سوال کا جواب بجز اسکے کہ نفی مین دیا جاے اور کچھہ نہین پاتا اور نہ میرے
روبرو کوئی سند اسکی پیش کی گئی جس سے استنباط کیا جاے کہ ذکر مصائب توہین
ہے برخلاف اسکے مین دیکہتا ہون کہ حضرت مریم اور حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا
کا قصہ اور جو کچھہ بہتان اونپر کیا گیا اوسکا ذکر خود خدا نے قرآن مجید مین فرمایا ہے عورتون
کا نام لینا بہی کسی ملت اور کسی مذہب مین اور کسی ملک مین توہین نہین ہے
ذی علم وکیل مدعا علیہم نے اثناء بحث مین یہ حجت پیش کی کہ بروے حکم شرعی امر
بالمعروف و نہی عن المنکر ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ برے کامون سے منع
کرے اور اچھے کامون کی رغبت دلاوے اور حسب تعزیہ بنانا اہل سنت کے

مذہب مین ممنوع ہے تو اوس سے منع کرنا اونکا فرض ہوگیا امر بالمعروف کے معنی
ہین حکم کرنا اچھی باتون کا جنکو مذہب اسلام نے جائز و فرض و واجب و مستحب
قرار دیا ہے اور نہی عن المنکر کے معنی ہین جن امور کی مذہب اسلام نے ممانعت
کر دی ہے اونکے ارتکاب سے باز رکھنا اسمین شک نہین کہ امر بالمعروف و
نہی عن المنکر بڑے شد و مد سے مذہب اسلام نے اپنے پیرون کے لیے قرار دیا ہے
قرآن مجید مین متعدد آیات ہین از انجملہ اون آیات کو لکھونگا جنمین صراحتاً اونکا
ذکر ہے اور وہ ذیل مین لکھی جاتی ہین۔

۱ ـــ وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

۲ ـــ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

۳ ـــ وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ـ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ـ

۴ ـــ وَالَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتَوُا الزَّكٰوةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ـ

۵ ـــ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

آیت اول کا ترجمہ یہ ہے کہ تمسے ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے جو دوسرون کو
نیکی کی طرف بلاوے اور اچھے کامون کا حکم دے اور برے کامون سی منع کرے
دوسری آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ وہ لوگ خدا پر اور قیامت کے دن پر ایمان لاتے
ہین اور وہ حکم کرتے ہین اچھے کامون کا اور منع کرتے ہین برے کامون سے ـ
تیسری آیت مسلمان مرد و مسلمان عورتین ایک دوسرے کی دوست ہین وہ
لوگ اچھے کامون کا حکم کرتے ہین اور برے کامون سے منع کرتے ہین ـ
چوتھی آیت ایسے لوگ ہین کہ اگر ہم اونکو زمین پر قائم کردین تو وہ نماز کو قایم رکھین گے

اور زکوٰۃ ادا کرینگے اور اچھے کاموں کا حکم دینگے اور برے کاموں سے منع کرینگے
پانچوین آیت تم لوگ بہتر امت ہو جو لوگون کے لیئے نکالے گئے ہو تم لوگ اچھے
کامون کا حکم کرتے ہو اور برے کامون سے بچاتے ہو۔ سب آیات ہم معنی ہین
اور سب مین امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا ذکر ہے لہذا بحث محدود امر بالمعروف
و نہی عن المنکر پر رہنا چاہیئے۔ صاحب تفسیر سراج المنیر آیت اول کی تفسیر کی
ذیل مین لکھتا ہے۔ وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ اُمَّةٌ اَيْ طَائِفَةٌ يَدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ يَاْمُرُوْنَ
بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَمِنْ لِتَبْعِيْضٍ لِاَنَّ الْاَمْرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيَ
عَنِ الْمُنْكَرِ مِنْ فُرُوْضِ الْكِفَايَاتِ وَلِاَنَّهُ لَا يَصْلَحُ لَهُ اِلَّا مَنْ عَلِمَ الْمَعْرُوْفَ
وَالْمُنْكَرَ وَعَلِمَ كَيْفَ يُرَتِّبُ الْاَمْرَ فِيْ اِقَامَتِهٖ وَكَيْفَ يُبَاشِرُهٗ لِاَنَّ الْجَاهِلَ رُبَّمَا
نَهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ وَاَمَرَ بِمُنْكَرٍ وَقَدْ تَغْلُظُ فِيْ مَوْضِعِ اللِّيْنِ وَيَلِيْنُ فِيْ مَوْضِعِ التَّغَلُّظِ
صاحب تفسیر تحریر فرماتے ہین کہ آیت کے لفظ منکم مین حرف من واسطے تبعیض
کے ہے یعنے اوسکے معنے بعض کے ہین یعنے ہم لوگون مین بعض لوگ ایسے
ہونے چاہیئے جو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرین اور یہ حرف اسلیئے استعمال
کیا گیا ہے کہ امر بالمعروف فرض کفایہ ہے (فرض کفایہ اصطلاح شرع مین ایسے
فرض کو کہتے ہین کہ فرض ہر ایک پر ہو اور فقط بعض شخص کے ادا کردینے سے
سب کے ذمہ کا فرض ساقط ہو جاے اور اگر کوئی شخص نہ کرے تو سب گنہگار
ہون) یہی حال امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا ہے وہ ہر ایک مسلمان پر
فرض ہے اور بعض مسلمانون کو اوسپر عمل کرنا جملہ مسلمانون کی طرف سے کافی
ہے البتہ اگر سب کے سب چھوڑ دین اور کوئی مسلمان نہ کرے تو سب
گنہگار ہونگے۔ اور اس وجہ سے بھی من کا حرف استعمال کیا گیا ہے کہ
امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی قابلیت فقط اون اشخاص مین ہے جنکو

اچھے کاموں اور برے کاموں کا کافی علم ہو اور وہ یہ بھی جانتے ہوں کہ کس ترتیب کے ساتھ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کیا جانا چاہیئے اور کس طرح یہ اوسکا استعمال ہونا چاہیئے کیونکہ ان امور کے نہ جاننے والے کیا عجب ہے کہ کبھی وہ برے کام کا حکم دیدیں اور اچھے کام سے منع کر بیٹھیں اور ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ وہ نرمی سکے مقام پر سختی کر گذریں اور سختی کے مقام پر نرمی اس آیت کی تفسیر میں صاحب بیضاوی تحریر فرماتے ہیں۔ لتکن الخ مِنْ لِلتَّبْعِيضِ لِاَنَّ الْاَمْرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ مِنْ فُرُوْضِ الْكِفَايَةِ وَلِاَنَّهٗ لَا يَصْلُحُ لَهٗ كُلُّ اَحَدٍ اِذْ لِلْمُتَصَدِّيْ شُرُوْطٌ لَا يَشْتَرِكُ فِيْهَا جَمِيْعُ الْاُمَّةِ كَالْعِلْمِ بِالْاَحْكَامِ وَمَرَاتِبِ الْاِحْتِسَابِ وَكَيْفِيَّةِ اِقَامَتِهَا وَالتَّمَكُّنِ مِنَ الْقِيَامِ بِهَا خَاطَبَ الْجَمِيْعَ وَطَلَبَ بَعْضَهُمْ لِيُدُلَّ عَلٰى اَنَّهٗ وَاجِبٌ عَلَى الْكُلِّ حَتّٰى لَوْ تَرَكُوْهُ جَمِيْعًا اَثِمُوْا وَلٰكِنْ يَسْقُطُ بِفِعْلِ بَعْضِهِمْ یعنے آیت ولتکن میں حرف من تبعیض کے لیئے ہے کیونکہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر فرض کفایہ میں سے ہے اور نیز اس وجہہ سے کہ ہر ایک شخص امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے قابل نہیں ہے کیونکہ جو شخص اسکو کرنا چاہے اوسکے لیئے شروط ہیں اور وہ جمیع امت میں پائے نہیں جا سکتے مثلاً احکام شرعی کا جاننا مراتب احتساب کا سمجھنا (احتساب کے معنے لغت میں نہی عن المنکر کرنیکے ہیں صاحب صراح لکھتا ہے احتساب نہی عن المنکر کردن احتسبت علیہ کذا اذا انکرہ علیہ یعنے احتساب کے معنے منع کرنا برے کاموں کا ہے کہا جاتا ہے احتسبت علیہ کذا یعنے جب کسی کو کسی امر سے منع کیا جاوے اور احتساب کے قائم کرنے کی کیفیت جاننا اور اوسکے قائم کرنے پر قادر ہونا خدا نے سب مسلمانوں کو مخاطب کیا ہے مگر چاہا ہے کہ بعض اسکو کیا کریں اور اس سے ظاہر ہوتا ہے

کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر سب پر واجب ہے اگر سب ترک کر دین تو
سب کے سب گنہگار ہونگے مگر بعض کی تعمیل سے سب کی ذمہ داری ساقط
کر دی گئی اس سے صاف ثابت ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر خواص کا کام ہے
نہ عوام کالانعام کا اس سے انکار نہین کیا جا سکتا کہ مدعا علیہم مقدمہ ہذا عوام مین
بلکہ اوس سے بھی گھٹ کر ہین اس امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی بحث حضرت
غوث الاعظم نے بھی اپنی کتاب غنیۃ الطالبین مین شرح و بسط کے ساتھ تحریر فرمائی
ہے غنیۃ الطالبین مطبوعہ مطبع مرتضوی دہلی صفحہ ۱۳۲ سے اسکی بحث شروع
ہوئی ہے اور صفحہ ۱۴۳ پر ختم ہوئی ہے جناب ممدوح تحریر فرماتے ہین اَلْاَمْرُ
بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّھْیُ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاجِبَانِ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ حُرٍّ مُّتَکَلِّفٍ عَالِمٍ بِذٰلِکَ
بِشَرْطِ الْقُدْرَۃِ عَلٰی وَجْہٍ لَا یُؤَدِّیْ اِلٰی فَسَادٍ عَظِیْمٍ وَضَرَرٍ فِیْ نَفْسِہٖ وَمَالِہٖ وَ
اَھْلِہٖ یعنے امر بالمعروف و نہی عن المنکر دونون واجب ہین ہر ایک مسلمان
آزاد بالغ پر جو عالم ہو معروف و منکر کا اس شرط کے ساتھ کہ وہ امر و نہی پر قدرت
بھی رکھتا ہو اسطرح کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا نتیجہ فساد عظیم نہو یا اوسکے
نفس و مال و عیال کو ضرر نہ پہونچے بعد اسکے تحریر فرماتے ہین فَالْمُنْکِرُوْنَ
ثَلٰثَۃُ اَقْسَامٍ قِسْمٌ یَکُوْنُ اِنْکَارُھُمْ بِالْیَدِ وَھُمُ الْاَئِمَّۃُ وَالسَّلَاطِیْنُ وَالْقِسْمُ الثَّانِیْ
اِنْکَارُھُمْ بِاللِّسَانِ دُوْنَ الْیَدِ وَھُمُ الْعُلَمَاءُ وَالْقِسْمُ الثَّالِثُ اِنْکَارُھُمْ
بِالْقَلْبِ وَھُمُ الْعَامَّۃُ یعنے بری باتون سے منع کرنے والے تین قسم کے
اشخاص ہو سکتے ہین پہلے وہ جو ہاتھ سے منع کر سکتے ہین یعنے بقہر و حکومت
اور وہ حکام ہین اور بادشاہ اور دوسری قسم وہ ہے جو ہاتھ سے منع نہین
کر سکتے بلکہ زبان سے وہ منع کر سکتے ہین اور وہ گروہ علما کا ہے اور تیسری قسم
وہ ہے جو فقط دل سے منع کرتے ہین اور یہ عام اشخاص ہین یعنے علاوہ علما

وسلاطین کے اسکے بعد تحریر فرماتے ہین وَاِنْ غَلَبَ عَلٰی ظَنِّہٖ عَدَمُ زَوَالِ
الْمُنْکَرِ وَبَقَائُہٗ عَلٰی ذٰلِکَ قِیْلَ یَجِبُ عَلَیْہِ الْاِنْکَارُ اَمْ لَا عَلٰی رِوَایَتَیْنِ
عَنِ الْاِمَامِ اَحْمَدَ رح اَحَدُھُمَا یَجِبُ یَجُوْزُ اَنْ یَرْتَدِعَ وَیُمَیِّزَ خَیْرًا وَیَرِقَّ
قَلْبُہٗ لِلْحَقِّ التَّوْفِیْقُ وَالْھُدٰی اٰیَۃٌ بِبَرَکَۃِ صِدْقِہٖ فَیَرْجِعُ عَمَّا ھُوَ عَلَیْہِ وَالثَّانِیْ
لَا یَمْنَعُ بِجَوَازِ اِنْکَارِہٖ وَالرِّوَایَۃُ الْاُخْرٰی لَا یَجِبُ عَلَیْہِ اِنْکَارُہٗ حَتّٰی یَغْلِبَ
عَلٰی ظَنِّہٖ زَوَالُہٗ لِاَنَّ الْقَصْدَ بِالْاِنْکَارِ زَوَالُ الْمُنْکَرِ فَاِذَا قَوِیَ فِی الظَّنِّ
بَقَائُہٗ کَانَ تَرْکُہٗ اَوْلٰی یعنے اگر غالب ظن یہ ہو کہ منع کرنے کا اثر نہوگا اور امر ممنوع
باقی رہیگا تو ایسی صورت مین منع کرنا واجب ہے یا نہین اسمین امام احمد حنبل
رح سے دو روایت ہے ایک یہ کہ ایسی صورت مین بھی واجب ہے کیونکہ
ممکن ہے کہ منع کرتے کرتے اوس شخص کو خدا توفیق دے اور ہدایت کرے اور
وہ افعال ممنوعہ کے ارتکاب سے باز آوے اوسکے قلب مین رقت
پیدا ہو جاوے اور دوسری روایت یہ ہے کہ اگر معلوم ہو جاوے کہ منع کرنے کا
کوئی نتیجہ نہوگا اور ظن قوی اس بات کا ہو کہ وہ شخص جسکو ممانعت کیجاتی ہے اپنے
فعل ممنوعہ پر قایم رہیگا تو ایسی صورت مین ترک ممانعت اولی ہے اگرچہ یہ دو روایتین
کردی گئی ہین مگر مین سمجھتا ہون کہ ماحصل دونون کا ایک ہے اگر کچھہ بھی امید ہو
کہ ممانعت اثر کریگی تو ممانعت کرنا چاہیئے اور اگر مایوسی ہو تو ترک ممانعت بہتر ہے
کیونکہ ایسی حالت مین ممانعت ایک فعل عبث ہوگی بعد اسکے پھر تحریر فرماتے ہین
وَالَّذِیْ یُؤْمَرُ بِہٖ وَیُنْکَرُ عَلٰی ضَرْبَیْنِ فَکُلُّ مَا وَافَقَ الْکِتَابَ وَالسُّنَّۃَ
وَالْعَقْلَ فَھُوَ مَعْرُوْفٌ وَکُلَّمَا خَالَفَ فَھُوَ مُنْکَرٌ ثُمَّ ذٰلِکَ یَنْقَسِمُ قِسْمَیْنِ
اَحَدُھُمَا ظَاھِرٌ یَعْرِفُہٗ الْخَوَاصُّ وَالْعَوَامُّ وَھُوَ کَوُجُوْبِ الصَّلٰوۃِ الْخَمْسِ
وَصَوْمِ رَمَضَانَ وَالزَّکٰوۃِ وَالْحَجِّ وَغَیْرِ ذٰلِکَ وَمِنَ الْمُنْکَرِ کَتَحْرِیْمِ الزِّنَا وَشُرْبِ الْخَمْرِ

وَالسَّرِقَتِ وَقَطْعِ الطَّرِيْقِ وَالرِّبٰوا وَالْغَصَبِ فَهٰذَا الْقِسْمُ يَجِبُ اِنْكَارُهٗ
عَلَى الْعَوَامِّ يَجِبُ اِنْكَارُهٗ عَلَى الْخَوَاصِّ مِنَ الْعُلَمَآءِ وَالْقِسْمُ الثَّانِيْ مَالَا يَعْرِفُهٗ
اِلَّا الْخَوَاصُّ مِثْلَ اِعْتِقَادِ مَا يَجُوْزُ عَلَى الْبَارِيْ وَمَالَا يَجُوْزُ عَلَيْهِ فَهٰذَا يَخْتَصُّ
اِنْكَارُهٗ بِالْعُلَمَآءِ یعنے جس چیز کا حکم دیا جاے اور جس چیز سے ممانعت کیجاے
وہ دو قسم ہے پس ہر ایک چیز جو موافق ہو قرآن مجید و حدیث شریف اور
عقل کے وہ سب اچھی باتین ہین اور جو اسکے مخالف ہے وہ قابل ممانعت ہے
اور اسکی بہی دو قسم ہے ایک اسطرح پر ظاہر کہ خواص و عوام دونون اوسکو
سمجھہ سکتے ہین مثلاً نماز پنج وقتہ اور روزہ رمضان اور زکوٰۃ و حج وغیرہ اور جسطرح
حرمت زنا و حرمت شراب پینے کی چوری رہزنی سود غصب وغیرہ تو قسم
اول کی نسبت حکم کرنا اور قسم اول شق ثانی سے منع کرنا عوام و خاص دونون کو
وجب ہے اور ایسی باتین جنکو عوام نہین سمجھہ سکتے مثلاً اس امر کا اعتقاد کہ
خداوند کریم کے لیئے کون امور جائز ہین اور کون ناجائز اسکی نسبت امر بالمعروف
اور نہی عن المنکر کا منصب فقط علمار کو ہے - اسکے علاوہ جناب ممدوح یہی
تحریر فرماتے ہین وَالْخَامِسُ اَنْ یَّکُوْنَ عَامِلًا بِمَا یَاْمُرُ عَمَّا یَنْھٰی عَنْہُ غَیْرَ مُتَلَطِّخٍ
بِہٖ لِئَلَّا یَکُوْنَ بِھِمْ تَسَلُّقٌ فَیَکُوْنَ عِنْدَ اللّٰہِ مَذْمُوْمًا مَلُوْمًا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی
اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ یعنے پانچوین شرط یہ ہے کہ خود
عمل کرنے والا اور پرہیز کرنے والا اون چیزون کا ہو جنکا وہ حکم دیتا ہے اور جس سے
منع کرتا ہے اوسی برائی مین خود آلودہ نہو تاکہ جنکو منع کرتا ہے اونکی جرات
نہ بڑہی اور خود منع کرنے والا خدا کے نزدیک برا اور قابل ملامت نقرار پاوے
خدا نے اپنے کلام پاک مین فرمایا ہے آیا تم لوگ آدمیون کو نیکی کی راہ بتاتی ہو
اور اپنے تئین آپ بہول جاتے ہو اگر چہ اس مسئلہ مین تاویل کی گئی ہے اور جائز

رکھا کرتا ہے کہ ایسا شخص بھی جو خود عامل نہو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرسکتا ہے مگر کوئی شک نہیں کہ قرآن و حدیث مین اسکی تاکید ہے علاوہ اوس آیت قرآنی کے جو مین اوپر بذیل عبارت غنیۃ الطالبین لکھہ چکا ہون ایک آیت اور بھی ہے لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ۔ یعنے کیون کہتے ہو جو تم نہین کرتے نہایت ناپسندیدہ ہے خدا کے نزدیک کہو اور خود نہ کرو اس آیت کے علاوہ اس بحث خاص مین اوسی کتاب غنیۃ الطالبین مین ایک حدیث بھی نقل کی گئی ہے قَوْلُ النَّبِیِّ صَلعم لَا یَنْبَغِی لِلْمُؤْمِنِ اَنْ یُذِلَّ لِلنَّفْسِہٖ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ یُذِلُّ نَفْسَہٗ قَالَ صَلعم لَا یَتَعَرَّضُ لِمَ لَا یُمْلِکُہٗ یعنے فرمایا رسول خدا نے مسلمان کے لیئے یہ مناسب نہین ہے کہ اپنے تئین آپ ذلیل کرے لوگون نے پوچھا یہ کیونکر ہوسکتا ہے آپ نے فرمایا کہ اوس کام مین مشغول ہو جسکی قدرت نہ رکھتا ہو اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر معمولی امر نہین ہے بلکہ بہت سوچ سمجھ کر کرنے کی چیز ہے آپکے مطابق امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب احیاء العلوم مین تحریر فرماتے ہین اِعْلَمْ اَنَّ الْاَرْکَانَ فِی الْحِسْبَۃِ الَّتِیْ ھِیَ عِبَارَۃٌ شَامِلَۃٌ لِلْاَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّھْیُ عَنِ الْمُنْکَرِ اَرْبَعَۃٌ الْمُحْتَسِبُ وَالْمُحْتَسَبُ عَلَیْہِ وَالْمُحْتَسَبُ فِیْہِ وَنَفْسُ الْاِحْتِسَابِ یعنے جاننا چاہیئے کہ حسبت جس چیز سے مراد امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے اوسکے چار ارکان ہین ایک محتسب یعنے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنیوالا دوسرا وہ شخص جسکے اوپر اوسکی تعمیل کیجائے اور تیسرا رکن وہ چیز ہے جسکا حکم کیا جائے یا جسکی ممانعت کیجائے اور چوتھا خود امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے پھر تحریر فرماتے ہین کہ رکن اول کے لیئے یہ شرط ہے کہ مسلمان ہو بالغ ہو قدرت

رکھتا ہو عبارت یہ ہے اَلرُّکْنُ الْاَوَّلُ اَلْمُحْتَسِبُ وَلَهٗ شُرُوْطٌ وَهُوَ اَنْ یَّكُوْنَ مُكَلَّفًا مُسْلِمًا قَادِرًا پھر تحریر فرماتے ہین اَلرُّكْنُ الثَّانِيْ لِلْحِسْبَةِ مَا فِيْهِ الْحِسْبَةُ وَهُوَ كُلُّ مُنْكَرٍ مَوْجُوْدٍ فِي الْحَالِ ظَاهِرٍ لِلْمُحْتَسِبِ بِغَيْرِ تَجَسُّسٍ مَعْلُوْمٍ كَوْنُهٗ مُنْكَرًا بِغَيْرِ اجْتِهَادٍ یعنے رکن ثانی وہ چیز ہے جسمین امر بالمعروف و نہی عن المنکر کیجاوے اور نہی عن المنکر کے لیئے ضرور ہے کہ جس چیز کی ممالغت کیجاے موجود ہو ظاہر ہو تلاش کرنا نہ پڑے اوسکا ممنوع ہونا بغیر اجتہاد کے معلوم ہو پھر اس امر کی تحقیق فرماتے ہین کہ ممالغت معلومہ سے کیا مراد ہے وَالشَّرْطُ الرَّابِعُ اَنْ يَّكُوْنَ كَوْنُهٗ مُنْكَرًا مَعْلُوْمًا بِغَيْرِ اجْتِهَادٍ فَكُلُّ مَا هُوَ فِيْ مَحَلِّ الْاِجْتِهَادِ فَلَا حِسْبَةَ فِيْهِ فَلَيْسَ لِلْحَنَفِيِّ اَنْ يُّنْكِرَ عَلَى الشَّافِعِيِّ فِيْ اَكْلِهِ الضَّبَّ وَالضَّبُعَ وَمَتْرُوْكَ التَّسْمِيَةِ وَلَا الشَّافِعِيِّ اَنْ يُّنْكِرَ عَلَى الْحَنَفِيِّ شُرْبَهُ النَّبِيْذَ الَّذِيْ لَيْسَ بِمُسْكِرٍ وَتَنَاوُلَهٗ مِيْرَاثَ ذَوِي الْاَرْحَامِ وَجُلُوْسَهٗ فِيْ دَارٍ اَخَذَهَا بِشُفْعَةِ الْجِوَارِ اِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ مَحَالِّ الْاِجْتِهَادِ —

یعنے شرط چہارم یہ ہے کہ جس امر سے ممالغت کیجاتی ہے اوسکا ممنوع ہونا صاف و روشن ہو اور اجتہاد کو اوسمین کچھہ دخل نہو کیونکہ جسمین اجتہاد کی گنجائش ہے اوسمین حسبت جائز نہین ہے پس مذہب سنی حنفی کے پیرو اگر وہ شافعی کو گوہ اور ایسے جانور کو جسکے ذبح کے وقت بسم اللہ کہنا بھول گیا ہو یا نہ کہا گیا ہو کھاتے دیکھے منع نہین کر سکتے کیونکہ امام شافعی کے اجتہاد مین یہ درست ہے اسی طرح اگر شافعی حنفی کو نبیذ پیتے دیکھے جس سے نشہ نہین ہوتا یا ورثہ ذوی الارحام لیتے دیکھے یا اوس مکان مین اوسکو بیٹھا ہوا دیکھے جسکو اوسنے بحق شفع جائز بلا ضیق لیا ہے منع نہین کر سکتا کیونکہ حنفی اجتہاد مین یہ امور جائز ہین پھر تحریر فرماتے ہین کہ رکن ثالث

محتسب عنہ ہے اور اوسکی شرط یہ ہے کہ وہ امر جس سے ممانعت کیجاتی ہے مرتکب کے حق مین بہی ممنوع ہو ان سب روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حسبت یا یون کہو کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لیئے امور ذیل ضروری ہین۔
(۱) جو امور قطعی طور پر جائز ہین اور جنکا کرنا فرض کیا گیا ہے اور جو ناجائز اور جنکا کرنا ممنوع ہے اونکا کافی علم۔
(۲) سمجھ سکتا ہو کہ کس ترتیب اور کس طریقہ سے اونکا استعمال مناسب ہے۔
(۳) کس جگہ نرمی و ملائمت برتنی چاہیے اور کس جگہ سختی۔
(۴) نہی عن المنکر سے کسی فساد عظیم کے ہونے کا اندیشہ نہو۔
(۵) اپنے نفس و مال و عیال کے ضرر پہونچنے کا اندیشہ نہو۔
(۶) منصب ممانعت ہاتھ سے ہے یا زبان سے یا دل سے۔
(۷) امید ہے کہ ممانعت اثر کریگی۔
(۸) ممانعت پر قدرت ہے۔
(۹) خود بہی ممنوعات شرعیہ سے محترز ہے۔
(۱۰) جس چیز سے ممانعت کیجائے وہ قطعًا ناجائز ہو اور اجتہاد کو اوسمین دخل نہو۔
(۱۱) جس چیز سے ممانعت کیجاتی ہے وہ اوس شخص کے حق مین بہی ممنوع ہو جسکو ممانعت کیجاتی ہے
(۱۲) امر بالمعروف و نہی عن المنکر فرض کفایہ ہے۔
مقدمہ ہذا کے مدعا علیہم جس درجہ مین ہین اوس سے ہر ایک سمجھ سکتا ہے کہ اونکو امور مشروعہ و غیر مشروعہ کا علم نہو گا اور یہ بہی کہ غالبًا اونکی لیاقت ترتیب و طریقہ استعمال اور یہ کہ کس جگہ نرمی کرنی چاہیئے اور کسی جگہ سختی کے سمجھنے کی نہین ہے ہندوستان اور بالخصوص حضرات شیعہ مین تعزیہ بنانا جیسا اوپر

دکھایا گیا جائز قرار پایا اور علماء اہل سنت اونکو ناجائز سمجھتے ہین اور کوئی نص
قطعی نسبت اوسکے جائز ہونے یا ناجائز ہونے کے نہین ہے اور اہل سنت کے ایک
فرقہ یعنے حضرات صوفیہ مین سے بعض نے تعزیہ کی تعظیم و تکریم کی ہے جیسا کتاب
ملفوظ رزاقی مولفہ نواب محمد خان مرحوم شاہجہانپوری مطبوعہ مطبع مجتبائی لکھنؤ
کے صفحہ ۱۰۴ مین ہے اور یہ کتاب حالات جناب شاہ سید عبد الرزاق صاحب
بانسوی مین ہے جو عموماً معتقد علیہ اہل سنت ہین پس یہ مسئلہ ایک مثل اجتہادی
مسئلہ کے ہے جسطرح حنفی گوہ جو ایک جانور ہے اوسکا کھانا حرام سمجھتے ہین اور
شافعی حلال پس جسطرح وہان نہی عن المنکر نہین ہوسکتا یہان بہی نہونا چاہیئے
علاوہ اسکے تعزیہ بنانا حضرات شیعہ مین بڑے شد و مد سے جاری ہے اور رفتہ رفتہ
اوسکی اونکے برتاؤ کے مطابق شعار مذہبی کا منصب ہوگیا ہے پس اوسکی ممانعت
اور اس سختی کے ساتھ غالباً باعث فساد عظیم ہے اور اگر میری یاد غلط نہین ہے تو
ایسی ہی ممانعت مین سابقاً جا بجا جنگ و جدل و کشت و خون بہی ہوچکا ہے اسی
طرح پر نہی عن المنکر کا موقع نہین ہے یہ بہی ظاہر ہے کہ مدعا علیہم نہ گروہ ائمہ سلاطین
مین ہین نہ علما مین پس اونکو منصب ہاتھ و زبان سے منع کرنے کا نہین ہے بلکہ اونکی
نہی عن المنکر یہی ہے کہ اگر وہ ناجائز سمجھتے ہین تو اپنے دل مین ناجائز سمجھتے رہین اور
اس وجہ سے بہی اونکو منصب ممانعت نہین ہے اور جب تعزیہ داری کی وہ حالت ہے
جسکو مین اوپر بیان کرچکا ہون تو یقیناً غیر متوقع ہے علی الخصوص مدعا علیہم کے ایسے
اشخاص کی ممانعت کا کچھہ اثر ہو یہ بہی قابل لحاظ ہے کہ جب تعزیہ داری مذہب
حضرات شیعہ مین جائز ہے تو کسی سنی المذہب کو اوسکی نسبت نہی عن المنکر کا
منصب نہین ہے اور ایسی حالت مین بجاے اسکے کہ نہی عن المنکر کا ثواب حاصل ہو
مجھکو خوف ہے کہ ایسے ناجائز ارتکاب سے وہ مصداق اوس حدیث شریف کے نہون

جو بینہ اس تجویز کے آخر ورق سات پر لکھی ہے یہانتک تو بینہ بحوالہ کتب
شرعیہ دکھلایا جاتا ہے کہ موقع مزاحمت کا مدعا علیہم کو حاصل نہین ہے مین دیکھتا
ہون کہ نظائر و فیصلہ حکام والا مقام بہی اسکا مؤید ہے اور کیونکر نہو جب علم مدعی
ایسے ہی ہے اور حسب دفعہ ۲ فقرہ ب ایکٹ ۸ اسنہ ۱۸۸۷ع مطابق احکام شرعی
اونکا فیصلہ ہونا چاہیئے اور حسب دفعہ ۵۷ مد الف قانون شہادت کتب
فقہ ست اسناد ہونا چاہیئے عالیجناب سید محمود صاحب نے جو ایک بڑے نامی گرامی
جج اور عالم مذہب اہل سنت ہین انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۸۴۴ مین
اس بحث کو مدلل طے فرمایا ہے اور انڈین لا رپورٹ جلد ۱۲ الہ آباد صفحہ ۴۹۴ و جلد
۱۳ صفحہ ۴۱۹ و کلکتہ جلد ۲۴ صفحہ ۵۲۴ مین بہی طے کر دیا گیا ہے کہ ہر مسلمان اپنے
عقائد مذہبی کے روسے اپنے امور مذہبی کو ادا کر سکتا ہے جب تک کوئی امر
ایسا نہو کہ دوسرے فریق کو رنج و ایذا پہونچے شہادت زبانی جو فریقین نے پیش
کی ہے اوس سے بہی معلوم ہوتا ہے کہ اصل نزاع اوس لباس کی بابت ہے جو
یزیدی قرار پائی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی شخص نے محض بنظر اشتعال
یہ فقرہ گڑہا ہے کہ لباس جو پہنایا جاتا ہے وہ یزیدی ہے حالانکہ اسکی کوئی اصلیت
نہین ہے اور نہ کوئی لباس مخصوص یزید ہے اور غالباً حضرات شیعہ بہی اس امر کو
جائز نہ رکھین گے کہ تعزیہ کے ساتھ وہ یزید کی فوج بناوین کیونکہ یزید کی نسبت
عموماً اہل اسلام اور خصوصاً حضرات شیعہ کے خیالات نہایت خراب ہین اور
کوئی شک نہین کہ اوسکا فعل اوسی نفرت کا مستحق ہے جیسا خیال کیا جاتا ہے
ان سب وجوہات کی بنا پر میری رائے مین مدعی کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنا چپ
تعزیہ ۱۲ صفر کا اوٹھاوے اور گشت کراوے میری رائے مین دیگر تواریخ غیر معین
کے لیئے عام استدعا قبل از وقت ہے اور کوئی بنا ر مخاصمت اوسکے لیئے نہین ہے

اور یہ امر کہ مدعا علیہم کے جواب دہی سے وہ امر منکرہ ہوگیا لہذا بنا رمخاصمت پیدا
ہوگئی ناکافی ہے بنا رمخاصمت وہ ہے جو قبل از خیال عرضی دعوی پیدا ہوئی ہو تنقیح
مذکور کا ایک جزو یہ بھی ہے کہ آیا قدیم الایام سے ۲۱ صفر کا تعزیہ اوٹھایا جاتا ہے اسکی
نسبت فریقین نے شہادت پیش کی ہے میری راے مین شہادت زبانی بالکل
نکمی ہے اور کوئی شک نہین ہے کہ شہادت فریقین مین جوش مذہبی پایا جاتا ہے
میری راے مین اگر تسلیم کرلیا جاوے کہ یہ رسم جدید ہے تب بھی میری راے مین ممانعت
نہین ہو سکتی کوئی تعلق اسکو قدامت و جدید ہونے سے نہین ہے نظائر جسکا حوالہ
دیا ہے اونکے پڑہنے سے معلوم ہوگا کہ امور متنازعہ نظائر مذکور بعض اسقدر جدید تھے کہ ابتدا ہی
اونکا وہی استعمال ہوا تھا اور وہی باعث نزاع قرار پایا اور بالآخر جائز رکھا گیا میری
راے مین کوئی ضرورت اس امر کے دیکھنے کی نہین ہے کہ امر جدید ہے یا قدیم امر جدید ہو
یا قدیم جب وہ مراسم مذہبی مین داخل ہے اور کسی طرح سے رنج دہی و توہین کسی
فرقہ کی مقصود نہین ہے تو کوئی شک نہین کہ اوسکا استعمال جائز ہے اور مذہبًا اور
قانونًا جبتک امر خلاف ثابت نہ کیا جاوے کسی شخص کو مخالفت کا منصب نہین ہے
میری راے مین تنقیح مذکور کے فقرہ اول کا فیصلہ کرنا نہایت غیر ضروری ہے بابت
فقرہ ثانی مین فیصلہ کرتا ہون کہ نسبت تعزیہ داری ۲۱ صفر مدعی کو حقوق مستدعیہ
حاصل ہین اور دیگر تواریخ کے لیئے مین کوئی فیصلہ نہین کرتا۔ ہرجہ کے لیئے شہادت
کافی نہین ہے اور نہ کسی گواہ سے مقدار ہرجہ ثابت ہوتی ہے اور ہرجہ کے دعوی
مین دو قسم کا ہرجہ بیان کیا گیا ہے نسبت طوالت مدت تعزیت مجالس روضہ خوانی
اور نیز التواے شادی پسر مدعی ـ
امر دویم کا کچھہ بھی ثبوت نہین ہے بلکہ شہادت سے پایا جاتا ہے کہ جو سامان از قسم
غلہ وغیرہ فراہم کیا گیا وہ معمولی مصارف روزمرہ مدعی مین کام آیا۔ رہا صرف مجالس

اور ممکن تھا کہ مین اوسکا قیاس ہی ہرجہ بغیر لحاظ شہادت دلوا تا جیسا عدالتونکا
معمول ہے مگر اس قسم کے ہرجہ مین میری راے ایک نئی راے ہے اور
مذہبی طریقہ پر مین اوسکو نہایت مستحکم و منصفانہ راے خیال کرتا ہون اس سے
انکار نہین کیا جاسکتا کہ مذہب کے رو سے انعقاد مجالس وبکا وابکا موجب
ثواب و ذریعہ نجات عقبا وی ہے پس اوسکا معاوضہ دنیاوی ایک پابند
مذہب کے لیئے قطعًا نامناسب ہے اور مجھکو خوف ہے کہ مذہب کے
اصول پر ایسا معاوضہ باعث حرمان معاوضہ عقبیٰ نہو اور یہی فیصلہ تنقیح ہفتم کا،
بوجوہات متذکرہ صدر میری راے مین مدعی مستحق ہے کہ وہ ۲۱ صفر کا تعزیہ جسطرح کہ
اوسنے استدعا کی ہے اوٹھاوے اور گشت کراوے یہ فیصلہ تنقیح ہشتم کا ہے
حسب دفعہ ۱۹۸ -

حکم ہوا کہ

دعوی استقرار اس امر کا کہ مدعی کو قصبہ نصیر آباد مین ۲۱ صفر کے تعزیہ کے اوٹھانے
اور شارع عام و گلیون مین گشت کرانے کا معہ سامان جلوس وغیرہ جہانتک
کوئی امر باعث تکلیف و توہین نہو حاصل ہے اور مدعا علیہم کو کوئی منصب ممانعت
کا نہین ہے بحق مدعی بنام مدعا علیہم ڈگری دعوی ہرجہ ڈسمس دیگر تواریخ کا دعوی
قبل از وقت ہے لہذا اوسکی نسبت کوئی حکم نہین ہے خرچہ رسدی فریقین
ذمہ فریقین - المرقوم ۱۵ - اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء

دستخط مولوی محمد اصغر صاحب بہادر سب جج

مقابلہ شد

نقل مطابق اصل ہے باعتبار مقابلہ

بقرات بسماعت

حسیب احمد محافظ دفتر دیوانی ۱۴ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء

کرپاشنکر بخط انگریزی
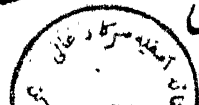
اعلان
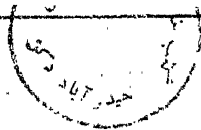
قصبہ نصیر آباد آباد کیا ہوا سید نصیر الدین مورث اعلیٰ کا ہے اور سید صاحب
موصوف اولاد مین سید نجم الدین الملقب بہ سپہ سالار نجم الملک کے ہین اور
سید نجم الدین اولاد مین سید جعفر بن امام علی نقی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہین۔
نات قصبہ مین بلندی پر ایک قلعہ پختہ محصور بحصار گرداگرد ہے اوس قلعہ مین
سادات آباد ہین چار محلّون کے نام سے محلہ سید جلال الدین محلہ سید مطّلب
محلہ سید میران محلہ قضیانہ ہر سہ محلہ بالا مین سادات اثنا عشری ہین اور محلہ
قضیانہ مین سادات حنفی جو حسنی الحسینی مشہور ہین آباد ہین اور زیر قلعہ گرداگرد
رعایاے مسلمان و ہنود آباد ہین ہمیشہ سے کل رعایا محکوم و فرمانبردار کل سادات
کے بلا قید و لحاظ ملکیت خاص کے تہی اور ہے سلسلہ عزاداری تمامی سال
مین ہوتا علاوہ مجالس عزا و میلاد و اعیاد کے کہ شبانہ روز یہی شغلہ عزاخانون
مین اور گہرون مین مردون مین اور عورتون مین رہا کرتا ہے اور ہر تقریب شادی
و غمی اور نذر و منّت و ہر وقت صدور مصیبت و آفت مین اسی بزم عزا و
گشت علم مبارک سے توسل بدرگاہ خدا کیا جاتا ہے یکم محرم سے تا ہشتم ربیع الاول
گشت علم مبارک معہ جلوس و دلدل و تعزیہ و تابوت وغیرہ کیا جاتا ہے (جیسا
کہ کسی قدر فہرست منسلکہ اپیل کمشنری گذرانیدہ ۳۱- اکتوبر ۱۸۹۹ع سے دکھلایا
گیا ہے) اور کل رعایا علاوہ خدمات عزا کے کل تقریبات شادی و غمی و ضروریات
مین خدمتگذاری کرتی تہی اور کرتی ہے کبھی درمیان سادات نجمی و قطبی کوئی
نزاع نہین ہوئی تہی بتاریخ ہشتم محرم ۱۳۱۴ ہجری مطابق جون ۱۸۹۶ع باہم سادات
نجمی و مولوی خواجہ احمد صاحب نسبت پڑہنے ایک مرثیہ کے گشت مین نزاع

ہوتی تہی مگر رعایا اوسوقت بہی مطیع رہی تہی اور اب بہی ہے صرف قوم قصاب
بوجہہ فہمایش مولوی محمد امین سے (کہ نہایت غصہ ور اور نوجوان آدمی ہین اور
میلاد شریف اور فاتحہ و سلام وغیرہ کو برا سمجہتے اور کہتے ہین) خدمات سے منحرف
ہوئے اور جولاہون کو بہی شریک اپنا کر لیا تاکہ وصول چندہ کی صورت معقول نکل آئے
چنانچہ بہت سا روپیہ جمع ہو گیا ہے اور اوسیکا سرمایہ صرف ہو رہا ہے یہانتک اونکی وعظ
و پند کا نتیجہ ہوا کہ مقدمات عدالت تک پہونچے جسکی تجویزین وغیرہ طبع ہوئی ہین اور
غرض اس چہپنے سے یہ ہے کہ لوگ ایسی کارروائی سے اجتناب کرین - آٹھ کربلا مین
قصبہ مذکور مین ہین باغ علی شہید کربلا محلہ سید جلال الدین - باغ کربلا کربلا محلہ سید
مطلب باغ تہنائی کربلا محلہ سید میران اور تالاب باندہ ایام برشکال مین مشترکہ کربلا
ہر سہ محلہ اور تالاب دہاتارا اور باغ اسمعیل اور باغ ہجرا اور باغ قاضی تالاب
دہاتارہ کربلا اقوام جولاہان وقصابان وغیرہ وغیرہ اور باغ اسمعیل کربلا [illegible]
تاڑتلا اور باغ ہجرا کربلا تعزیہ ہجرا اور باغ قاضی کربلا صرف جولاہان ولالن [illegible]
تعزیہ کو چہپکہٹ کہتے ہین اول شب محرم سے تا شب شہادت صدر امام باڑہ محلہ
سید مطلب موسومہ روضہ سے گشت نکلا کرتا ہے جسمین نوحہ خوانی سنگ زنی پر ہوتی ہے (علاوہ شب
ہشتم کے کہ اوس شب کو مہندی حضرت قاسم کا گشت ہوتا ہے) اور علی ہذا القیاس
صدر امام باڑہ محلہ سید میران موسومہ بنگلہ سے (علاوہ شب شہادت کے کہ اوس
شب کو گہوارہ حضرت علی اصغر کا گشت ہوتا ہے) بتفریح بالا گشت ہوا کرتا ہے
اوران دونون گشتون کو شدے کہتے ہین اور علمہائے منتی و نذر علاوہ تاریخ پنجم
و ششم و ہفتم و ہشتم و نہم و دہم کے روزانہ بکثرت چڑہا کرتے ہین اور پانچوین کو گشت
سید کرامت حسین صاحب کے مکان سے تبرکات کا مع علمہائے حضرت عباس
و دلدل و چیک وجلوس وغیرہ کے ہوتا ہے اور چہٹی کو گشت امام باڑہ سید علی حسین

صاحب مرحوم سے ہوتا ہے اور آٹھوین کو ہر سہ صدر مکانات سے گشت
علمون کا بنا مزدگشت محلہ سیدیران ہوتا ہے علاوہ اور جلوس کے دلدل مبارک
کے گرد اگرد گروہ پیکون کا ہوتا ہے جنکی صدائین گونجتی رہتی ہین صدا یہ ہوتی ہے
(بھر لو لو حیدری نعرہ یا حسین) شب عاشور ہر سہ محلہ سے گروہ سادات بنا بر
زیارت تعزیہ مبارک کے مع باجا و روشنی و علم و پنجہ کے نکلتے ہین اور یہ شعر پڑھتے
جاتے ہین شعر شب قتل حسین بے گناہ است ٭ زمین سرگشتہ و عالم سیاہ است ٭
اور جب صبح قریب ہوتی ہے تو یہ شعر پڑھتے ہین شعر - اے صبح رو سپید بچہ رو می
شوی سپید ٭ فردا حسین تشنہ جگر بیشود شہید ٭ اور روز عاشورا اول تعزیے محلہ
سید مطلب و محلہ سیدیران مع سامان جلوس و دلدل مبارک کے اپنی اپنی
راہ سے اپنی اپنی کربلا مین جا کر دفن ہوتے ہین بعد اسکے تعزیہ صدر امام باڑہ محلہ
سید جلال الدین موسومہ چوپار سے تمام قصبہ کے تعزیون کو ساتھ لیتا ہوا اور گشت
کرتا ہوا اپنی کربلا باغ علی شہید مین پہونچتا ہے اور راستہ سے ہجرے کا تعزیہ اور
دلالن لوٹلہ کے جولاہون کا تعزیہ اور تار تلے کا تعزیہ اور دیگر اقوام کے تعزیے اپنی
اپنی کربلاؤن مین مع باجا ماتم کرتے ہوئے جا کر دفن ہوا کرتے ہین اور بائین عاشورہ
و چہلم کی گشت علمون کی شب و روز ہوا کرتی ہین اور چہلم کو بہت سے تعزیون کا
گشت ایک ساتھ ہوتا ہے اور اکیسوین صفر کو گشت چپ تعزیہ کا ہوتا ہے اور
اٹھائیسوین صفر کو گشت میر ولی احمد صاحب کے تعزیہ کا ہوتا ہے اور ہر تاریخ مین جب
جائے گشت کرے شب اول محرم سے منشی تجمل حسین صاحب کے مکان مین
اور امام باڑہ سید علی حسین صاحب مرحوم مین و امام باڑہ مولوی سید یاد علی
صاحب مرحوم مین و ہر سہ امام باڑہ صدر مین مجلسین ہوا کرتی ہین اور یکم محرم سے
دن کو مجلسین حسب ذیل ہوا کرتی ہین امام باڑہ میر محمد تقی صاحب مرحوم مین و

میر محمد نقی صاحب کے مکان مین اور امام باڑہ مولوی سید راحت حسین
صاحب مین اور مکان حکیم مولوی سید حسن علی صاحب تحصیلدار مین اور
امام باڑہ مسجد کانی محمد صاحب مرحوم مین ہوا کرتی ہین صدر امام باڑہ مین معہ
امام باڑہ سید علی حسین و مولوی سید یاد علی صاحب مین طرز مجلس یہ ہے کہ
اول کچھہ اشعار بزبان فارسی دو گروہ ہو کر پڑھتے ہین اور اوسکو ذکر کہتے ہین
بعد اوسکے فاتحہ منظوم زان بعد خطبہ بزبان عربی زان بعد واقعہ بعد اوسکے
مرثیہ خوانی سوز و تحت لفظ و حدیث خوانی ہوتی ہے دیگر مجالس مین
صرف مرثیہ خوانی و حدیث خوانی ہوا کرتی ہے اور حاضریان متعدد بکثرت
ہوا کرتی ہین تعزیون کی گشت مین اگر کوئی چھپر حارج ہوتا ہے تو وہ بلا لحاظ
یگانہ و بیگانہ و رعایا و مالک کے فوراً گروا دیا جاتا ہے اور شاخین درختون
کی کٹوا دیجاتی ہین گشت مین کوئی پان کھا کر خواہ سرخ کپڑا پہنکر
لگا کر خواہ سوار ہو کر بطور تماشائی بہی شریک نہین ہو سکتا ہے
ہذا القیاس ہنسنا اور اسباب آرایش سب ممنوع ہین اور بیٹھنا کرسی و
پلنگ وغیرہ بلکہ زمین و کوٹھون پر تا وقتیکہ سامنا گشت کا رہیگا ممنوع
ہے اور خلاف شد آمد ہے غور طلب یہ امر ہے کہ یہ مقدمہ درمیان سنی و
شیعہ کے نہین ہے کیونکہ کوئی شریف سنی اسمین فریق نہین ہے صرف درمیان
زمیندارون کے اور قصائیون اور جولاہون کے ہے اور یہ سب مدعا علیہم
رعایا انہین سادات کے ہین صرف مولوی محمد امین کے وعظ و پند سے
یہ مقدمہ چلایا گیا ہے تاکہ عزاداری مین نقصان اور کمی اور یہی ہو کہین تعزیہ
کوئی نزاع نہین ہوئی اگر ہوئی بہی تو ذوالجناح و علم وغیرہ پر ہوئی کیونکہ تعزیہ داری
علی العموم ہر دو گروہ سنی و شیعہ کرتے ہین بلکہ ہنود بہی کرتے ہین چنانچہ اسی قصبہ مین

علاوہ دیگر اقوام کے خود جولاہون مین تعزیہ داری ہوتی ہے اور یہ طرفہ لطیفہ ہے کہ ۲۰ صفر کو وہی تعزیہ باعث توہین مذہب و دلشکنی نہوا اور ۲۱ صفر کو ہوا اور یہہ مدعا علیہ وہ لوگ ہین جو ہمیشہ محکوم و فرمانبردار رہے تھے حالانکہ دیگر اقوام مثل حلوائی و دہوبی و نائی و درزی و رنگریز و کبڑیہ و گوجر و شیخ و پٹھان کے کوئی بہی شریک اس مقدمہ مین نہین ہے صرف مولوی محمد امین کے وعظ و پند کا نتیجہ یہ ہے علاوہ اسکے سرکار تحقیق کرلے کہ کوئی مولوی حلف لیکر کسی کو مرید نہین کرتا اور انکے مریدون مین دو گروہ ہین ایک توبہا دوسرا سرکہا توبہا وہ گروہ ہے جس سے حلف لیا جاتا ہے اور سرکہا وہ گروہ ہے جو بلا حلف ہے پس جس سے حلف لیا جاتا ہے اوس سے معلوم نہین ہو سکتا کہ کس امر کا حلف لیا جاتا ہے شاید جہاد کے واسطے حلف لیا جاتا ہو شیعون سے یا ہندؤن سے یا دیگر مذہب والون سے یا اور کوئی اہم کام کے لیئے کیونکہ جو گروہ حلف ہے وہ ظاہر نہین کرتا پس سرکار کو ہر وقت اس شخص کے وعظ و پند کی خبرداری و نگرانی چاہیئے جبکہ تحریرات سے حالات مختصر معلوم ہو سکتے ہین گروہ شیعہ اب نہایت مجبور ہے اور صبر و ضبط کی بہی انتہا ہو چکی ہے اگر کوئی مجسٹریٹ خلاف واقعہ کوئی حکم صادر فرماوے تو اوسکی ترمیم و تنسیخ ہو سکتی ہے نہ کہ اسی پہر ہر وقت لحاظ رکہا جاوے حالانکہ عدالت دیوانی نے کوئی پہلو فروگذاشت نہین فرمایا اور کوئی عذر مدعا علیہون کا باقی نہین رہا حتے کہ اون لوگون نے اپیل بہی نہین کی مگر پیشگاہ صاحب مجسٹریٹ مین یہہ بہی عذر کرتے ہین اور اونکے بیجا عذر پر لحاظ بہی کرلیا جا سکتا ہے پس حتی الوسع لوگ ایسی کارروائیون سے اجتناب کرین کہ عدالت مین مقدمہ جانے سے زیرباری پریشانی ہیچ اوقات سبہی کچہہ تو ہوتا ہے وما علینا الا البلاغ

نقل تجویز اجلاس مولوی جمیل الدین صاحب مجسٹریٹ درجۂ اول بہادر ضلع رائے بریلی بمقدمہ سرکار بہادر بنام محمد امین مقدمہ نمبر ۲۹ منفصلہ ۲۰ - دسمبر سنہ ۱۹۰۶ء کارروائی دفعہ ۱۰۷ ضابطۂ فوجداری

تجویز

واقعات اس مقدمہ کے یہ ہین کہ قصبۂ نصیرآباد تحصیل سلون ضلع ہذا مین اہل التشیع
وسنت جماعت ہمیشہ سے رہتے تھے اب کئی سال سے باہم تعزیہ داری پر نزاع تھا
ایک سال محرم کی ۸ تاریخ کو جسوقت علم محمد امین کی مسجد کے نیچے پہونچے اور اہل
تشیع ماتم کرنے لگے اور کچھہ دیر ہوئی تو سنت جماعت لوگ جو اوپر مسجد مین تھے وضو
کرتے تھے وضو کے پانی کی چھینٹ علمون پر پڑی جسپر اہل تشیع و تسنن سے تکرار
ہوئی اور قریب تھا کہ سخت بلوہ ہوجائے مگر لکھنجو سنگہ انسپکٹر نے نہایت ہوشیاری سے
کہ عبدالحلیم سب انسپکٹر کو مسجد کے دروازہ پر بھیجا کہ جہان مسجد مین اہل تسنن لاٹھیان
پٹی وغیرہ لیئے مستعد فوجداری تھے اور خود اہل تشیع کو روکا اور درمیان فریقین کے
ایک زبردست جماعت کنسٹبلان و چوکیداران کی کھڑی کردی تب بلوہ ہونے
سے بچا اوسکے بعد اکتالیسوین کے تعزیہ کا مقدمہ اہل التشیع نے عدالت دیوانی
مین دائر کیا اور وہان سے جیتے اور اوس خوشی مین باجہ بجاتے تھے یا بجانے کو
لیئے جاتے تھے کہ کسی شیعہ نے کسی سنت جماعت سے کوئی لفظ خراب خلاف اوسکے
مزاج کے کہا وہ گیا اور اوسنے سنت جماعت لوگون سے کہا اور کچھہ لوگ جمع ہوئے
اور اہل تشیع پر اینٹ ڈھیلا خوب چلایا مگر شیعہ لوگون نے اوس وقت صبر کیا اور

طرح دی ورنہ سخت کشت وخون ہوتا چونکہ سنت جماعت مقدمہ عدالت دیوانی
سے ہار چکے تہے اور اونکو غصہ دلی زیادہ تہا سب انسپکٹر پولیس نصیر آباد نے رپورٹ
مشعر اطلاع چلنے ڈھیلا ودرخواست لیئے جانے مچلکہ وضمانت زیر دفعہ ۱۰۷
ضابطۂ فوجداری کی اور حوالہ دیا کہ سرغنہ لوگون کے نام اشلہ سابقہ سے دیکہے
جاوین چنانچہ مثل نمبر ۱۲۶ منفصلہ ستمبر ۱۸۹۸ء و نمبر ۹۵ منفصلہ ۷- جون
۱۸۹۹ء و نمبر ۹۹ منفصلہ ۲۵- اگست ۱۸۹۹ء و نمبر ۸۳ منفصلہ ۱۵- مئی
۱۹۰۱ء و نمبر ۴۷ منفصلہ ۱۴ مئی ۱۹۰۱ء دیکہے گئے تو اوس سے سرغنہ
کرامت حسین علی احمد تجمل حسین نجف حسین محمد حسین آل نبی اہل التشیع
مین و میاندین اوزری کلو نمبر مولوی محمد امین اہل سنت جماعت مین معلوم
ہوے چنانچہ ان سرغنون پر نوٹس حسب منشا دفعہ ۱۱۲ ضابطۂ فوجداری جاری
کیا گیا اور سب انسپکٹر کو مزید احتیاط لکہا گیا کہ اور جو سرغنہ ہین اونکا نام لکہے
چنانچہ اوسنے علیحدہ رپورٹ بہیجی اوسکے دو مقدمہ علیحدہ قایم ہو گئے — ان
تینون مقدمات مین جسقدر اشخاص پر نوٹس جاری ہوے تہے اونمین سے
ایک محمد حسین کے نسبت معلوم ہوا کہ مر گیا بقیہ اشخاص مین سے صرف
محمد امین حاضر نہین ہوا اور لوگون نے بعد گذرنے ثبوت کے خود درخواست دیکر
کہ ہمکو مچلکہ ضمانت مین عذر نہین ہے ضمانت و مچلکہ داخل کر دیئے محمد امین خبر اجراء
نوٹس پا کر چلدیا یا روپوش ہو گیا سمن بلا تعمیل واپس آیا پہر وارنٹ جاری ہوا
باوجودیکہ یہ شخص بریلی مین موجود تہا مگر حاضر نہین ہوا آخر درخواست دیکر پیروی
ذریعہ وکیل کے اجازت حاصل کی اوسکے وکیل نے بیان تحریری داخل کیا
اوسکو سرغنہ ہونے و دینے ضمانت مچلکہ سے انکار ہے اوسکے وکیل کے مواجہہ مین
ثبوت لیا گیا شہادت بانکے بہاری لال تعلقہ دار و بادہو سنگہ و باقر و غلام مولی

سب انسپکٹر ٹھنجن سنگہ انسپکٹر حلقہ سے ثابت ہے کہ یہ محمد امین ایک نہایت
خطرناک غصہ ور ناتھ جھٹ شخص ہے اور یہی سرغنہ اول اہل سنت جماعت کا
ہے اور جسقدر جولاہہ چکوا قصائی گو جر ہین اسیکے کہنے مین چلتے ہین گواہان ثبوت
وصفائی سے یہ بہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہی زمیندار قوم سید شیعہ پہلے تہے اور یہی جولاہہ
چکوا قصائی رعایا تہے اور تعزیہ داری علم برداری سب رسومات مذہبی ہوتے
تہے کوئی جھگڑہ نہین ہوتا تہا صرف ایک سال جسکو قریب پینتیس سال کے
ہوئے مولوی خواجہ احمد کے زمانہ مین جھگڑہ ہوا تہا اوسکے بعد کبہی جھگڑہ تکرار
نہین ہوا اب چار یا پنج سال سے جب سے پیری مریدی محمد امین کی بڑھی تب سے
جھگڑہ و تکرار پیدا ہو گئے اور جب تک زیادہ مرید نہ تہے کچھہ تکرار نہ تہی اور جبتک
اسکا مچلکہ و ضمانت نہ لیا جاویگا ہرگز تکرار نہین بند ہو سکتا۔ محمد امین ایک
معمولی شخص ہے نہ اوسکے پاس ایک دہور زمینداری ہے نہ وہ کسی کا نوکر نہ
کوئی ذریعہ معاش ہے اوسکا ایک بہائی منشی عبد الستار ڈپٹی کلکٹر ہے وہ کچہ
کرتا ہوگا باقی اس پیری مریدی سے سب خرچ چلتا ہے صفائی کی جانب سے
گیارہ گواہ پیش ہوئے اوتین گور پرشاد شیو شنکر ہرنی امرت لال پراگ
اوری سرجو خیر اللہ میاندین ساکنان نصیر آباد مین مہابیر جو کیدار موقوف مفنع
بہوتی اندریال ساکن پناؤن ہین یہ لوگ شہادت دیتے ہین کہ محمد امین باہر
گہوما کرتا ہے کبہی قصبہ مین آتا ہے دس پندرہ آدمی سے زیادہ اوسکی مسجد مین
نماز کے وقت جمع نہین ہوتے ان سب اہل ہنود گواہان نے تسلیم کیا ہے
کہ وہ کبہی وعظ مین نہین گئے نہ وہ اوسوقت موجود ہوئے ہین کہ جس وقت
مریدون سے گفتگو ہوتی ہی یا اور لوگون سے ہوتی ہے غرضکہ اونکے بیان سے
کچھہ صفائی ملزم کی نہین ہوتی خیر اللہ و میاندین وہی قصاب و جولاہہ ہین

جنسے کہ جھگڑہ ہوتا ہے اور میاندین سے ابھی مچلکہ وضمانت لیا گیا ہے یہ
اس بات کی شہادت دیتے ہین کہ وہ اور دیگر جولاہہ وقصاب نصیرآباد مرید
محمدامین کے نہین ہین مین اسپر ہرگز مطمئن نہین ہون جبکہ یہ جولاہہ وغیرہ
ناخواندہ ہین اور کوئی انکا تعلیم دہندہ نہین ہے تو کیسی خلاف رسم ورواج
قدیم کے تعزیہ داری کو گناہ جانتے ہین ان گواہون کی طرفداری اس سے
صاف ظاہر ہے کہ یہ لوگ بلاطلبی ہمراہ وکیل و برادر ملزم کے حاضر ہوئے
اور اپنی مزدوری وکاروبار وغیرہ کا ہرج کیا اور اس امر سے دباؤ وخوف بھی
اس شخص کا ظاہر ہوتا ہے کہ سکنا نصیرآباد باوجودیکہ اسکی زمینداری ایک دہور
نہین اور کسی قسم کا تعلق سوائے سکونت کے نہین ہے اپنے زمینداران
کے مقابلہ مین کھڑے ہوکر اونکے خلاف شہادت دیتے ہین اور اوسکے ساتھ
گیارہ گواہ چلے آئے اور پولیس صرف تین گواہ دے سکی یہ کلیتا ہے کہ جس
شخص کا زیادہ دباؤ ہوتا ہے اوسکے مقابلہ مین اوسی قدر کم شہادت مل سکتی
ہے اور صفائی زیادہ ویسا ہی اسکا حال ہے - اس شخص نے اپنے بیان
تحریری مین لکھا ہے کہ پہلے کبھی نامزد نہین ہوا یہ بالکل جھوٹ ہے
ملاحظہ مثل نمبر ۱۲۶ فیصلہ ستمبر ۱۸۹۸ء سے ظاہر ہے کہ اسکو کھنجن سنگہ
انسپکٹر نے اوسوقت سرغنہ اول لکھا تھا اور بیان کھنجن سنگہ انسپکٹر سے ظاہر ہے
کہ کئی دفعہ اسکی نسبت تحریر کی ہے اور خود اسکی درخواست شمولہ مثل ۹۵
منفصلہ ۔ جون ۱۸۹۹ء سے مترشح ہوتا ہے کہ وہ اس امر سے مطلع تھا یہ اوسکے
بعد بھی نامزد ہوتا رہا ہے یہ شخص کچھہ بھی ظاہر نہ کرسکا کہ اول سید شیعہ مذہب سے
اوس سے کیا رنج ہے یا پولیس سے کہ جو لوگ اسکو نامزد کرتے تھے اگر یہ کہا جاوے
کہ سنی مذہب ہونے کی وجہ سے نام لیتے ہین تو یہ ہو نہین سکتا کیونکہ اسی

قصبہ مین اور سنت جماعت زمیندار اعلیٰ شاہ وغیرہ رہتے ہین اونکا
کوئی بہی شاکی نہین اس سے کیا خصومت تہی جو اسکا نام لیتے ہین
وکیل ملزم کی یہ بحث ہے کہ لڑائی کے وقت و محرم مین یہ موجود نہین رہتا
نہ زبان سے کسی نے اوسکو کچہہ کہتے تعزیون کی بابت سنا یہ فضول ہے
غدر ۱۸۵۷ء مین جو ہوا تہا وہ صرف ایک بات کہدینے پر برپا ہوگیا
ملا صاحب کا فتویٰ ہوا و تمام لاکہون جانین و خاندان تباہ ہو گئے گزر گئے
چونکہ اس شخص کا کوئی ذریعہ آمدنی و معاش سوا پیری مریدی و وعظ یا اعانت
اپنے بہائی کے نہین ہے اور اوسکا زرق برق لباس و سامان و اخراجات
زیادہ تر اس وعظ و پیری مریدی پر ہین اور اسکے کثرت سے مرید جولاہے چکوا
قصائی گوجر اس قصبہ و جوار مین ہین اور وہ لوگ سب اسکے کہنے مین چلتے ہین
اور ضرور سمجھتے ہین کہ پیر کی نامہربانی سے بہت مشکل پیدا ہوجاتی ہے مین بہ
اچہی طرح مطمئن ہون کہ یہ شخص محمد امین نہایت غصہ ور خطرناک شخص ہے اور
اسی کی تعلیم و نصائح کا نتیجہ یہ سب ہے اور اسکا بہائی محمد متین جسکا مچلکہ
و ضمانت ہو چکا ہے پورا ساتہی اسکا ہے میری راے مین ایسے شخص کے
آزاد رکہنے سے اس موضع مین کیا اور سب جگہ اندیشہ نقض امن ہے اور
اس قصبہ مین تو بلا اسکی ضمانت و مچلکہ کے امن ہونا ممکن نہین ہے لہذا
حسب منشار دفعہ ۱۱۰ ضابطہ فوجداری عدالت حکم دیتی ہے کہ حسب
منشار دفعہ ۱۱۸ ضابطہ فوجداری محمد امین دو ضمانت تعدادی پانچ پانچ
سو روپیہ دو معزز اشخاص کی اور ایک مچلکہ ذاتی ایکہزار روپیہ بوعدہ نقض امن
ایک سال زیر دفعہ ۱۱۰ ضابطہ فوجداری داخل کرے ۳ جنوری ۱۹۰۲ء
تک ضمانت داخل کیجاوے وکیل ملزم کو حکم سنا یا گیا اگر تاریخ معینہ تک

ضمانت داخل ہوگی تو ایک سال قید محض حسب دفعہ ۱۲۳ رہنا ہوگا
۲۰- دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء

مقابلہ شد

مہر عدالت

راد ہے کرشن ہری شنکر

نقل مچلکہ حفظ امن اجلاس مولوی جمیل الدین صاحب مجسٹریٹ درجہ
اول بہادر ضلع راے بریلی بمقدمہ سرکار بہادر - بنام - محمد امین مقدمہ
نمبر ۲۹ فیصلہ ۲۰- دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء
ٹکٹ ۸ ر کا

مچلکہ حفظ امن حسب دفعہ ۱۰۶ ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء -
من سید مولوی محمد امین ولد محمد طاہر ساکن نصیر آباد تھانہ نصیر آباد چونکہ مجھسے
مچلکہ حفظ امن میعادی ایک سال طلب ہے لہذا مین اقرار کرتا ہون
کہ بمیعاد مذکور نقض امن یا کوئی فعل کہ جس سے نقض امن کا احتمال ہو نہ
کرونگا اور اگر مین اسمین قصور کرون تو مین بذریعہ اس تحریر کے اقرار کرتا ہون
کہ مبلغ ایکہزار روپیہ تاوان جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کو ادا کرون
تحریر تاریخ ۲۱- دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء العبد
محمد امین عفی عنہ

گواہ
بنسی دھر سوکل بقلم خود
گواہ
نہال نراین حصہ دار سبارکپور پرگنہ کہرن بقلم خود

الف - مذکورۂ بالا اندر میعاد مذکور کے نقض امن سے باز رہیگا اور
نہ کسی ایسے فعل کا مرتکب ہوگا جس سے احتمال نقض
امن کا ہو اور درصورتیکہ خلاف اسکے عمل مین لاوینگا تو

ب ۔ مبلغ ایک ہزار روپیہ تاوان جناب ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند
دام اقبالہا کو اداکردن تحریر تاریخ سنہ

مہر عدالت

مقابلہ شد ۔

راد ہے کرشن ہری شنکر

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ

تقویت شہادت غیر نافع

المسمی بہ

رافع

بمقدمہ نمبر ۳ رجسٹرڈ سنہ ۱۹۰۱ عدالت صاحب
سب جج بہادر رائے بریلی

ضمیمہ تجویز سید علی احمد صاحب مدعی بنام مدارو وغیرہ مدعا علیہم

حکایت لطیف و تقریر ظریف

ہر چند اس حکایت کا مال کار مذہب امامیہ اور اہلسنت کا تعلق ہے مگر مضمون لطیف سے نیچی بھیگی تقریر ہے دلچسپ تحریر ہے تہذیب شائستگی کا تو یہ ہے کہ کہیں کچھ ہو نہ تو لطیف سخت کلامی کا نام نہیں دلخراش مضمون سے اسکو کام نہیں چنانچہ وہ ذکر کہ ایک مرد آدمی سنجیدہ و فہمیدہ نماز ظہرین ادا کرکے و زیارت جناب سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا پڑھ کر اپنے مقام پر با تمکین و وقار بیٹھے ہوئے تھے برسات کی گرمی مشہور ہے پنکھا چل رہا تھا حقہ اوگالدان و خاصدان رکھا ہوا تھا کچھ کتابیں بھی بائیں جانب رکھی ہوئی تھیں۔ انیس تنہائی سے کام تھا کسی کتاب کی ملاحظہ میں استغراق تھا کہ ایک صاحب دراز قد لاغر اندام خوشرو آواز بلند سے سپارہ اول رکوع نہم سے یہ پڑھتے ہوئے فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ لیشتروا بہ ثمنا قلیلا فویل لھم مما کتبت ایدیھم وویل لھم مما یکسبون پڑھتے ہوئے تشریف لائے۔ **ترجمہ** سو خرابی ہے اونکو جو لکھتے ہیں کتاب اپنے ہاتھ سے پھر کہتے ہیں یہ اللہ کے پاس سے ہے تاکہ لیویں اوسپر قیمت تھوڑی پس خرابی ہے واسطے اونکے اوس چیز سے کہ لکھا ہے ہاتھوں نے اونکے اور خرابی ہے واسطے اونکے اوس چیز سے کہ حاصل کرتے ہیں۔

(متمکن) آئیے آئیے حضرت۔ اور جب بیٹھ لئے تو کہا فرمائیے آج آپکا چہرہ کیوں تمتماتا ہے غصہ پیشانی پر کیوں عیاں ہے اور باواز بلند آیت کی تلاوت کی کیا وجہ ہے۔

آنیوالے ۔ حضرت کیا عرض کروں جنکو اچھا سمجھتے رہے خوش اخلاق نیک مزاج صاحب دیانت اور اوس شخص سے کوئی امر خلاف امید ہو تو غم و غصہ ہو یا نہیں۔

(متمکن) ذرا بھی نہیں غصہ کا اثر آخر کسپر ہوگا ظاہر ہے کہ صرف اوسی پر جو غصہ کرے

اور جسپر غصہ ہوگا اوسپر کچھ بھی اثر نہ ہوگا تو ایسے غصہ سے فائدہ ہی کیا ہاں بجاے فائدہ کے نقصان البتہ ہوسکتا ہی کہ جسپر غصہ کیا جاوے یا کلمات خشونت لکھے جاوین اگر وسے کو تحمل نہین ہی تو وہ اور اوسکے اعوان وانصار صاحب غصہ کر درپے آزار ہونگے اور یہ بھی خلاف تمدن ہی مگر آپکے غصہ کو آیت سے جو آپ پڑہتے تھے کیا ربط وہ آیات پڑہتے تھین جس سی غصہ رفع ہوجاتا یہ آیت تو کچھو دکیواسطے ہے۔

آنیوالے ۔ جی ہان مینے اون مسلمانون کے حقمین منسوب کیا ہی جو کچھ و دُکھان اکثر کرتے ہین۔

(متمکن) آپ کا غصہ کم نہین ہوتا یہ کاغذ کیا ہے یہی تو باعث غصہ نہین ہی۔

آنیوالے ۔ جناب ہے تو یہی ملاحظہ فرمایئے۔

(متمکن) یہ تو گواہ کا اظہار ہے جو عدالت مین ہوا ہے گر فریقین مقدمہ کا آپکو اس سے بحث ہی کیا اور غصہ کسو جہ سے ہی۔

آنیوالے ۔ جناب یہ اظہار اور شہادت مذہب سے متعلق ہی اسکو ملاحظہ تو فرمایئے ومن اولہ الی آخرہ دیکھ جایئے پھر دیکھیے کہ آپکو بھی غم وغصہ ہوتا ہی یا نہین۔

(متمکن) بہت بہتر اور پڑہنا شروع کیا۔

بیان گواہ

مشمولہ مسل نمبر ۳ سنہ ۱۹۰۱ء اجلاس مولوی محمد اصغر صاحب جج راے بریلی۔
پیشی ۲۳ - اگست سنہ ۱۹۰۱ء

سید علی احمد مدعی بنام مدار وغیرہ ۱۳۰ نفر مدعا علیہم
دعوے استقرار حق معہ حرجہ ومعاوضہ

۲۳ - اگست سنہ ۱۹۰۱ء

مدعی اصالتاً ومنجانب مدعا علیہم منشی شہاب الدین احمد وکیل مدعا علیہم
نمبر بخشی محمد اسمعیل ولد سید محمد صدیق قوم سید عمر لہ سال ساکن قصبہ نصیرآباد بیان

زمینداری گواہ مدعا علیہم بحلف مظہر ہوا کہ مظہر سنی حنفی المذہب ہی اور مظہر حسینی سید ہی مظہر کی قدیم سکونت نصیر آباد محلہ قضیانہ کی ہے تیس سال کے قریب ہوا جائس مین بھی مکان بنوالیا ہی یہ مظہر کا مکان ذاتی ہے اور نصیر آباد مین موروثی مکان ہی نصیر آباد کی آبادی قلعہ پر واقع ہے وہان شیعہ و سنی دونون رہتے ہین قضیانہ محلہ خاص سیدون کا ہی محلہ بھتری مین اہلسنت ہین محبت اہلبیت عین ایمان ہے اور ایسی محبت کہ جان و مال سب پر غالب ہی مصیبت مین جزع و فزع سنی مذہب مین حرام و ناجائز ہے عشرہ محرم مین تعزیت و چہلم وغیرہ ممنوع ہے اور بدعت سیئہ ہے تعزیہ بنانا علم رکھنا ماتم کرنا دلدل بنانا وغیرہ سب ممنوع ہے اور حرام ہے کتاب (من لا یحضرہ الفقیہ) مین بابویہ قمی نے جو محدث ہین اور جنکی صحت مذہب امامیہ مین مشہور ہے باب النوادر مین حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہ سے حدیث نقل کی ہے مظہر وہ کتاب لایا ہی عبارت یہ ہی قال امیر المومنین علیہ السلام من جدد قبرا او مثل مثالا فقد خرج من الاسلام وقولی فی ذالک قول النبی علیہ السلام وفی شرحہ وجہ اخر کان حق التعبیر بحسب مناسبۃ المقام ظہران معناہ من صور صورۃ واتخذ فی مکان واشتہر ذلک واستحل ذلک ولو بربہ باسا فقد خرج من الاسلام نوحہ کرنا مذہب اسلام مین قطعی حرام ہی اور حرمت کے علاوہ بڑی تذلیل اکابرین کی ہے اگر فرض کیا جاوے کہ ایسمین کیے بادیگرے مان اور بہنون کا نام لیا جاے تو ہم لوگونکو ناگوار ہو پھر جنکی تعظیم فرض ہی انکی عورت کا نام لینا کسقدر ذلت کی بات ہے مظہر نے جہانتک سنا ہے اور دیکھا ہے تعزیہ و علم اوٹھا سے گشت کرنے مین سب امور تذلیل واقع ہوتے ہین اس سے اہلسنت اور کل اہل اسلام کو رنج ہوتا ہے مظہر مولوی محمد اشرف کو جانتا ہی وہ علوم عربیہ سے نابلد محض ہین اور محض معمولی پڑھے لکھے ہین مظہر نے جہانتک اونکی حالات

[illegible]

دیکھیے وہ بدعتو نکے پایے مولوی محمد امین صاحب مظہر کے یکجدی ہین وہ بڑے
عالم ہین اونھون نے مولانا مولوی عبدالحی صاحب سے سند حاصل کی ہے اونکو اہلسنت
وجماعت عالم مانتے ہین مظہر کو ذاتی واقفیت نھین کہ اونسے شرفاے اہلسنت و
جماعت سے نا اتفاقی ہے یا نھین مظہر سے اونسے کوئی مخاصمت ذاتی نہین ہے مظہر کو
نھین معلوم کہ اکتالیسوان تعزیہ نصیر آباد مین اوٹھاے جانیکا معمول ہے یا نہین کیونکہ
مظہر بہت دنون سے وہان سکونت نہین رکھتا مظہر کو حقوق رعایا و زمیندار جو قصبہ
مذکور مین ہین نہین معلوم خود مظہر کو نہ فقط اکتالیسوان بلکہ عموماً تعزیہ بنانا اوٹھانا ناگوار ہے
کیونکہ وہ شرع کے خلاف ہی بجواب سوال مدعی بیان کیا مظہر چالیسون مرتبہ مجلس مین
شریک ہوا ہے رزم بزم سے اوسکی ابتدا ہوتی ہے اخیر مین چند فقرہ شہادت سے متعلق
پڑھے جاتے ہین لوگ روتے ہین اور یہ امر خلاف حکم خدا ورسول خدا ہے شاہ
علیحسن کو مظہر جانتا ہے وہ سنی المذہب مشہور ہین مگر حضرات شیعہ سے بھی بدتر اون کے
عقاید ہین شاہ مہدی عطا سے مظہر واقف نہین ہے قران مجید مین انبیا و حضرت
مریم کا قصہ بیان کیا گیا ہے اوسمین کوئی توہین نہین ہوتی حضرت یعقوب کے رونیکا
حال بھی ہے مگر وہ آنسون سے روتے تھے حضرت یعقوب پیغمبر تھے اور حضرت یوسف
بھی مظہر کے صحاح ستہ مین باب العزا ہے مظہر کو اوسوقت کوئی حدیث اوسمین سے
یاد نھین مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی کے ملفوظات مظہر کے پاس ہے مظہر نے
اوسمین باب العزا نہین دیکھا مظہر نصیر آباد اوس سال مین تھا جس سال میر کرامت
حسین نے مرثیہ مین تبرا پڑھا تھا اور سنیون نے اونہین خوب مارا پیٹا تھا اوسکے اگلے
سال مظہر نصیر آباد چلا گیا ساتوان سال ہے مظہر باہر سے واپس آگیا ہے شرفاے
اہلسنت اوسوقت موجود تھے جب تبرا پڑھا گیا تھا مظہر کو اس نزاع کا کچھ حال
نہین معلوم مظہر کی یہ دوسری شادی ہے عبدالغفور کے لڑکے مقدمہ مین بھی

مظہر نے شہادت دی ہے مولوی محمد امین سے مظہر سے بیعت نہین ہے مجالس
میلاد مین مظہر شریک ہوا ہے قیام مظہر کے نزدیک مکروہ ہے محمد امین صاحب کا
حال مظہر نہین جانتا ہے کہ اونکا کیا مسلک ہے مظہر عربی پڑہا ہوا ہے مظہر کے
اوستاد نے فرمایا ہے اوسی قدر مظہر جانتا ہے حسن و قبح کی تعریف مظہر نہین
جانتا ہے مظہر کے اوستاد نے فرمایا ہے کہ وہ حسن لذاتہ ہے قبیح لغیرہ ہے یہ
منقول ہے اور منقول کو راے مین دخل نہین منقول وہ ہے جو رسول اللہ صلعم نے
فرمایا ہو جسکو حدیث کہتے ہین وہی منقول ہے منقول پر عمل کرنا چاہئیے اوسمین دلیل
نہین ہو سکتی نہ عقل کو دخل دیا جا سکتا ہے اور سواے احادیث رسول اللہ کے
اور کسی کے قول پر مظہر عمل نہ کرے گا رسول خدا کی کوئی حدیث مظہر کو یاد نہین کہ تعزیہ
حرام ہے اور ممکن ہے کہ محققین کا قول ہو مظہر کو کوئی حدیث نہین ملی مظہر نہین کہہ سکتا
کہ کوئی حدیث ہو سکتی تعزیہ روضہ امام حسین کی شبیہ ہے امام حسین علیہ السلام رسول صلعم
کے نواسے تھے اور شہادت اونکی بعد جناب رسالتماب کے ہوئی رنج کرنا امام
علیہ السلام کی شہادت پر جسطرح پیغمبر صاحب نے کیا ہے ضروری ہے طیب
و طاہر صاحبزادگان جناب پیغمبر صاحب کے انتقال پر پیغمبر صاحب روئی ہین
اور آنسووں سے گریہ و زاری کی ہے نہین صحابہ نے پوچھا تھا آپ نے فرمایا کہ شفقت فطری
آنسو نکلنے پر مجبور کرتی ہے فطرۃ العبد اللہ ــــــ فطر الناس
علیہا مظہر نہین کہہ سکتا کہ رسول اللہ صلعم اس آیت پر عمل کر کے روے تھے
مظہر مقلد حنفی ہے مظہر نے اپنے یہان کے کتب مناظرہ مین اور محققین کے
اور نیز شیعہ مذہب کے کتب حدیث مین تعزیہ کی حرمت دیکھی ہے انتہی الکلام
مولانا حیدر علی صاحب و من لا یحضرہ الفقیہ منجملہ کتب شیعہ ہے مظہر نے دیکھا ہے مظہر
کتاب من لا یحضرہ الفقیہ اپنے ہمراہ لایا ہے او مظہر سے اسبارہ مین سوال کیا گیا لہذا

فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا

لہذا مظہر کتاب مظہر لیتا آیا مظہر نے اپنے مذہبی کتابون جو مناظرہ مین ہین کوئی حدیث
متعلق نسبت تعزیہ مین نہین پائی بدعت کی یہ تعریف ہے کہ دین کی بات جسکے لیے نہ
حدیث ہے نہ کلام اللہ ہے اور وہ ارکان دین مین پایا جاوے یا نہ پایا جاوے وہی
وہی بدعت ہے تراویح کی نسبت کوئی آیت مظہر کو یاد نہین ہے نہ کوئی حدیث
اسوقت یاد ہے تراویح حنفیہ مذہب مین بدعت نہین ہے مظہر کو یاد نہین کہ الصلوٰۃ
خیر من النوم رسول اللہ صلعم نے اذان مین فرمایا ہے یا نہین اسکا کہنا بدعت نہین ہے
اس سے کہ علماے محققین نے امام نے اسکو مان لیا ہے علما وغیرہ سے مراد علمائے
اہلسنت وجماعت ہین مذہب شیعہ وسنی مین بہ نسبت غسل پاؤن کے جو اختلاف
ہے اوسکی وجہ مظہر کو نہین معلوم قرآن مین فاغسلوا وجوھکم وایدیکم
الی المرافق وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین ارجلکم کے زیر وزبر پر بحث
ہے اوسکے متعلق کوئی حدیث مظہر کو یاد نہین کہ زیر وزبر کس زمانہ مین دیا گیا حضرت
عثمان کے وقت مین قرآن جمع کیا گیا تھا وہ خلیفہ سوم تھے تعزیہ بنانا عورات اہلبیت کا
عام طور پر نام لینا عیب ہی مگر کوئی حدیث نہین بلکہ ہندوستانی رواج کے مطابق
ازواج مطہرات اور دیگر اہلبیت کے نام کتابون مین مندرج ہین تعزیہ مین تربت بنائی
جاتی ہے وہ قطعاً حرام ہے اور اوسپر پھول رکھنا بھی حرام ہے اوسکے متعلق کوئی
حدیث مظہر کو یاد نہین مظہر مدعی کے تعزیہ کو نہین جانتا شاہ عبد الرحمن صاحب کے
رسالہ کا حال مظہر کو نہین معلوم اگر ہو تو وہ ایک فقیر تھے صاحب فتوے نہ تھے مظہر
قران مجید کا ترجمہ نہین کرسکتا جب تک تفسیر سامنے نہ ہو بدعت گناہ کبیرہ ہی مگر ہر بدعت
نہین مظہر اوسکی مثال نہین بیان کرسکتا تعزیہ بدعت گناہ کبیرہ ہی کیونکہ بت پرستی کی
حد تک پہونچتی ہے اگر سجدہ نہ کیا جاوے اور بوسہ نہ دیا جاوے تب بھی گناہ کبیرہ ہے
کیونکہ وہ بت کی نقل ہی بُت سے مظہر کی مراد وہی بت ہے جو مقصود کلام الٰہی ہے

جو چیز نہین ہے اوسکی شکل نہ بنائی جاتی ہے یہی بت ہے جاندار کی تصویر بت ہے۔
ترجمہ حدیث من لایحضرہ الفقیہ کہ جسکو مظہر نے پیش کیا ہے یہی فرمایا امیر المومنین علیہ السلام نے جسنے تجدید کی قبر کی مثال بنائی مثال کی پس خارج ہوا وہ اسلام سے اسی قدر حدیث ہے اور بعد اوسکے اہل علم کی رائے ہی مظہر نے اس کتاب کو بحیثیت کتاب مذہب شیعہ پیش کرتا ہے جسمین وہ حدیث مندرج ہے مگر علما کی رائے جو اوس کی نسبت ہی مظہر اونکو مانتا ہے نہ پیش کرتا ہے گواہ کہتا ہے اوس کے سرمین درد ہوگیا ہے اب وہ اور کچھ جواب نہین دیسکتا فقط مولوی محمد اصغر صاحب بہادر
متمکن - یہ تو ایک اظہار ہی جو عدالت مین گواہ نے دیا ہے آپکی خفگی کا سبب کیا ہے سب سچ ہے۔
(انپو اسلے) آپ جو مضمون بیان کیا گیا اوسکو دعوے سے واسطہ نہین دوسرے بیان بھی سچ نہین ہے۔
(متمکن) جو آپ فرماتے ہین اوسکو حاکم عدالت طے فرمائیگی ایسے بیانات مقدمات ہر مقدمہ ہوا ہی کرتے ہین مدعی کے گواہ مدعی کے موافق اور مدعا علیہ کے گواہ مدعا علیہ ایسے کہا ہی کرتے ہین آپکے ایسمین اگر کوئی مقدمہ عدالت مین دائر ہوا ہو تو یاد کر لیجئے اوسمین یہی تماشہ نظر آئیگا پھر یاد کیجیے جس گواہ نے جھوٹ بیان کیا تو اوسکا آپ نے کیا تدارک کر لیا کیا جوٹھی گواہ پر آپ غصہ ہوئے تھے اگر ہوئے تھے تو کیئے دن اور نتیجہ اوس خفگی کا کیا ہوا ظاہر ہے کچھ نہین اگر اون پر الزام لگا ہوتا اور آپ سب پوری طرح ناراض ہوتے تو پھر سب گواہ راستی اختیار کرتے مگر غصہ یا خلاف راست بیانی کا انتقام بھی بدون اسکے نہین ہو سکتا کہ سب کی سب باشندے آپ کے وطن کے چھوٹے سے لیکر بڑے تک ناراض ہو جاتے اسلئے کہ جن لوگون نے اوس گواہ کو پیش کیا تھا وہ ضرور اوسکے طرفدار ہون گے اور ایسی صورت مین آپکے وطن کی رہنے والے دو گروہ خواہ مخواہ ہو جائینگے جو گواہ کے طرفدار ہین اونکا ایک گروہ

اور آپکے ایسے سمجھ والون کا ایک گروہ ہوگا تب آپکے بناسے کیا بنی گی اور آپ کا
غصہ کس کام آوے گا۔

(آنے والے) جناب من جہوٹے گواہونکے بیانون کو تو روز ہی سنا
کرتے ہین اور جب اونکا تدارک عدالت سے نہین ہوتا ہے تو ہم یا کوئی اوس
گواہ سکے ہم وطن کیا کرسکتے ہین اوسکے عزیز قریب رشتہ دار دوست ضرور
اوس کے طرفدار ہو جاتے ہین مگر یہ تو معاملہ مذہب سے متعلق ہے جسمین بجز راست
بیانی کچھ بھی نہ ہونا چاہیے۔

(متمکن) باشد مسلمانون مین پہلے جہوٹ گواہی کے بابت روضۃ الاحباب
مین جو لکھا ہے اوسکو سنئے (صفحہ ۶۷ جلد سیوم مطبع بیغ بہادر) اے عائشہ گواہی
می دہی از ان سر حنین شنیدہ عائیشہ گفت آرے آنگاہ ام سلمہ از روے نصیحت
و نیک خواہی گفت اے عائیشہ بترس از خدا در نفس خود در امرے کہ ترا رسول صلعم
ازان ترسانیدہ و مباش صاحبہ سگان حواب (ترجمہ تاریخ اعثم کوفی صفحہ ۷۰ مطبوعہ
مطبع مرزا محمد شیرازی بمبئی) سحر گاہے بآب حواب رسید سگان آن موضع بانگ
کردند عائیشہ بشنید پرسید این آب را نام چیست و چہ گویند گفتند این آب را حواب گویند
فرمود کہ باز گردانید وچند نوبت از جہت مبالغت این کلمہ بگفت پرسیدند کہ چہ سبب
این معنے را میفرمائی گفت بدان سبب کہ از مصطفے شنیدہ ام کہ میگفت کہ زنے از
زنان من بآبے رسد کہ آن را حواب گویند و سگان آنموضع در روے او بانگ
کنند اے حمیرہ زنہار کہ تو ازان نہ باشی اکنون من بہیچ نوع موافقت شما نکنم
و ہم ازین موضع باز گردم آنجماعت او را تسکین دادند کہ وہان موضع فرود آمدند
چون آفتاب برآمد عبداللہ زبیر حیلہ ساخت و پنجاہ مرد را از اہل آن موضع بیاورد
و حیلہ گواہی دادند کہ این آب حواب نیست و ایشان در شب از آب گذشتہ اند

وآن شرع را در پس پشت کردہ اول گواہی بدروغ کہ در اسلام دادند این گواہی بودہ است چون پنجاہ مرد مسلمان برین گواہی دادند عائشہ اعتماد کرد و با ایشان روان شد فقط دیکھیے حضرت یہ معاملہ تو اوس سے اہم تر تھا جو گدا نے اظہار مین لکھا با —

(آنے والے) واقعی جناب یونہین ہوتا آیا ہے اور ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ ایسے ہی مظہرون اور راویون نے دین اسلام مین کچہہ سے کچہہ کر دیا با وجودیکہ حضرت عائشہ اور جناب امیر معاویہ نے کہلے کہلے جناب علی مرتضے علیہ السلام سے جنگ کی مگر اوسکی لیپا پوت یون کی جاتی ہے کہ جس سے یہ ظاہر ہو کہ اصحاب رسولخدا مین کوئی مشاجرہ نہین ہوا چنانچہ مجہے یاد ہے کہ شاہ ولی اللہ نے اپنے رسالہ دانشمندی وصیت نامہ کی (صفحہ ۵ مطبوعہ منشی نول کشور) وصیت دیگر مین یہ الفاظ لکھے ہین — دیگر آنکہ درحق اصحاب آنحضرت صلعم اعتقاد نیک باید داشت وزبان بجز مناقب ایشان جاری نباید ساخت درین مسئلہ دو صنف خطا کردہ اند قومے گمان میکنند کہ ایشان باہم سینہ صاف بودند و ہرگز مشاجرات میان ایشان نگذشت واین وہم صرف است زیراکہ نقل مستفیض شاہد است بر مشاجرات ایشان وانکار این نقل مستفیض نمیتوان کرد وقومی چون این چیزہا بدیشان منسوب دیدند زبان بطعن ولعن کشادند ودر وادے ہلاکت افتادند بلکہ فقیر رحمۃ اللہ اگرچہ اصحاب معصوم نبودند پس بعض عوام ایشان ممکن کہ چیزہا بوجود آمدہ باشد کہ اگر از دیگران مثل آن بوجود آید مورد طعن وجرح گردد اما ما ماموریم بکف لسان از مساوی ایشان وممنوعیم از سب وطعن ایشان تعبدًا برائے مصلحتے وآن مصلحت آنست کہ از فتح باب جرح در ایشان شود روایت از پیغمبر صلعم منقطع گردد ودر انقطاع روایت برہم خوردن ملت است وچون روایت

از ہر صحابی بر داشتہ میشود اکثر احادیث مستفیض باشند و تکلیف است بہ حجتے قایم کردہ جرح بازہ دران نقل خلل نکند این فقیر از روح پر فتوح آنحضرت سوال کرد کہ حضرت چہ میفرمایند در باب شیعہ کہ مدعی محبت اہلبیت اند و صحابہ را بد میگویند آنحضرت بنوعے از کلام روحانی القا فرمود کہ مذہب ایشان باطل است و بطلان مذہب ایشان از لفظ امام معلوم میشود — اس تحریر سے یہ ظاہر ہے کہ جناب شاہ صاحب نے جب دلیل بطلان مذہب شیعہ کی نہ پائی تو خواب گڑھ لیا یہ تو مین جانتا ہون مگر مظہر نے کس دلیری سے بین المخالفین وہ الفاظ جو محبت اہلبیت سے سب ممنوع ہے اور حرام ہے کسطرح فرما دیے۔

(**متمکن**) جناب ہان مینے پڑہا مگر اسمین نئی بات کچھ بہی نہین ہے اہلسنت این دو گروہ ہین پہلا گروہ تو تعزیہ دار ہے اور دوسرا گروہ مدت مدید سے انسداد تعزیہ داری پر متوجہ ہے کم سے کم ستر برس ہوے ہون گے کہ ایک سلام جس کا مطلع یہ ہے گروہ مخالفین پڑہا جاتا ہے ؎ سلامی تعزیہ داری ہین گر حکم خدا ہوتا + تو حمزہ کی عزاداری نبی نے بہی کیا ہوتا + یہ ہیگی بت پرستی شرع مین ہرگز نہین جائز + معاذ اللہ کیونکر مرتکب وہ پیشوا ہوتا + غرضکہ تمام سلام کا خلاصہ بت پرستی مین آجاتا ہے لہذا بیفائدہ تمام سلام پڑہنا فضول ہے اور تمام غور اوس گروہ کا اس پر ہونا چاہیے تہا کہ اگر تعزیہ بت ہے اور تعزیہ دار بت پرست تو عالمگیر اور اورنگزیب ساسنی بادشاہ جو دیندار عالم صاحب فتوے تہا اور جس نے بلا اندیشہ ہندون کے بت اور شوالے تڑوا دیئے اور کچھ بھی خوف ہندون کی بغاوت کا نہ کیا مسلمانون سے تعزیہ داری کیون نہ بند کروا دیتا اور قلع اور قمع اوس بت پرستی کا نہ کرتا اب یہ واقعہ تو ہماری سرکاری عملداری کا ہے جو شیعہ اور سنی کے کیا مسلمان اور ہندو کچھ و گبرو ترسا سبکے

مذاہب کے ارکان کے بجا لانے کی حامی ہے لیجیے جو کچھ اب بیان ہوتا ہے شیعہ
فرمانروا نواب آصف الدولہ بہادر کے احاطہ سلطنت مین بمقام شاہ آباد واقع
ہوا تھا جسکو مرزا رفیع سودا نے یون نظم فرمایا ہے ع سنا ہے مینے کہ اک نے
بد جاے فساد + کہا یہ مولوی ساجد سے جا کے شاہ آباد + مین تمسے پوچھنے
آیا ہون مولوی صاحب + کسی کتاب مین ہوے تو کیجیے ارشاد + کہ دیکھ ماہ محرم
نبی کی امت مین + درست ہے کہ دین بلکہ مبارک باد + پہین لباس مکلف بروز
عاشورا + کرین معانقہ آپسمین ہو کے خوش دلشاد + دیا جواب کہ ہم سنیون کے مذہب مین
عمل یہ اندنون کرتے نہین ہین کچھ ایجاد + یہ بات ہوتی ہی آئی ہے عہد حضرت سے
ہزار جا ہے کتب بیچ اسکا استشہاد + حنا سے ہاتھون کا ملنا لگانا سرمہ کا + لباس نو پہن
پہنا وظیفہ داد اور + بڑا ثواب ہی اسکا کہ ہے یہ روز عید + کرین یہ گونہ عمل شیعیان
زراہ عناد + یہ سنکے کہنے لگا بیہودہ مولوی جی سے + غم حسین کا پاس اسمین ہے
مگر ایجاد + دیا جواب یہ پھر مولوی نے اوسکے تئین + غم حسین سے کیون جاے
یہ خوشی برباد + مگر نہ سمجھے تہادہ آیہ اطیعوا اللہ + بغی یہ اوسکے کلام خدا سے ہے
استشہاد + خلاف مراد لی الامر کا ہے ایسا کچھ + کہ جون چراغ رکھے کوئی بر دریچہ باد
اگر یزید کی جاتا حسین بیعت کو + نبی صلعم کی آل کی بنیاد ہوتی کیون برباد
علی نے صلح بھلا کی تھی کیون معاویہ سے + حسن نے بھی کر کیا بیعت براے
رفع فساد + خلاف اپنے بزرگون کے جو کرے اوسکا + اگر کٹا تو کٹا سر یہ خنجر
فولاد + غرضکہ مولوی ساجد نے اوسکو سنی جان + عقیدہ اپنے کی باتین کین
اوس سے سب ارشاد + اس معاملہ کو کیا نواب آصف الدولہ بہادر نے
نہ سنا ہو گا مگر خلاف اپنے مذہب وعقیدے کے طرح دیدے اس سے
زیادہ تو گواہ صاحب نے نہین فرمایا مصیبتون مین تو جزع فزع کو حرام وناجائز
کہنا خلاف اس مثل مشہور کے ہے۔ مصرع ع ہر کہ را درد ے رسد ناچار
گوید واے را۔ اگر کسی صاحب کا جو امور شرعی کے پابندی بکمال سختی عمل ہین

لاتے ہون اور امر ونواہی سے پوری طرح واقف ہون فرزند جگر بند مرجاے
اور ساتھہ پابندی شرع کے وہ قدر سے سنگدل بھی ہون تو شاید آنسو نسے
روکر ٹال دین مگر جب اونہین حضرت پر جھوٹھی گواہی دینے کا جرم دوبارہ ثابت ہو
اور بموجب دفعہ ۴ - ایکٹ ۶ - سنہ ۱۸۶۴ع ٹکٹی سے باندہے جائین تب دیکھنا
چاہیے کہ اونکا دل کتنا اوچہلتا ہے اور بید پرنے پر چلا او غل مچا کرتے ہین یا نہین۔
(**آینوالے**) جی ہان یہ تو ارشاد آپکا بجا ہے مگر سنئے سنا ہے کہ ایسے بھی
سخت جان ہو گذرے ہین جسکے چوتڑ مبارک پر جب بید لگتا تھا تو اوسکے منہ سے
یہی نکلتا تھا بابو علی قلندر - نہ رویا نہ پیٹا چوتڑ پونچھتا اور راہ کی ہیسے لیکر چلتا ہوا مگر یہ ہے
ملاحظہ ہو لفظ من لا یحضرہ الفقیہ سے تا لفظ قطعی حرام ہے۔
(**متمکن**) اگر مین خود غلطی نہین کرتا تو گواہ صاحب کو کسی حدیث شیعہ کے
پیش کرنے سے اجتناب بہتر تھا اسلئے اونکو شاید جیسا اونکے اور بیانات سے
پایا جاتا ہے کہ نہ اونکو یہ معلوم ہے کہ قرآن کے زیر و زبر کب لگاے گئے تعزیہ
مین تربت بنانا اوسپر پھول رکھنا عورات کا عام طور پر نام لینا کن حدیثو نسے
حرام ہے و یہ بھی معلوم نہ ہوگا کہ قال امیر المومنین علیہ السلام
من جدد قبرا پر علماے اہلسنت نے بھی بحث کی ہے اور علماے
شیعہ کیا کہتے ہین لہذا اس مقام پر مین اسیقدر رکھتا ہون کہ مولوی حکیم سلامت
علی نے ایسی ہی کچھ معنے قول جناب امیر کی غلطی سے لئے ہین جسکی تصریح ہم
آگے چلکر دینگے اور جناب ممتاز العلما مولوی سید تقی صاحب اعلی اللہ
مقامہ نے غنیۃ السائل کی صفحہ ۱۶۱ سے تا آخر کتاب بہ تشریح و توضیح بدعت
و شرک اور گناہ کبیرہ کو بسط سے جو فرمایا ہے مرقوم ہے مگر جہان تک حاجت
ہے وہ سنئے (صفحہ ۱۶۲) باید دانست کہ حدیث کتاب الطہارۃ فقیہ
من جدد قبرا او مثل مثالا فقد خرج من الاسلام
بر ظاہر خود نیست چرا کہ تجدید قبر بمعنے تازہ کردن قبر مندرس است و بعضے

قتل کردن مومنے بہ ناحق کہ تازہ نمودن قبرے براے او کنایہ است ازان
آن از معاصی کبیرہ است و تحدید بجاء مہملہ کذا فی بعض نسخ الحدیث بمعنے مسنم ساختن و
و خرپشت گردانیدن آن چنانچہ طریقہ اہلسنت است امرے است مرجوح تمثیل
مثال ہر گاہ تمثال ذی الروح باشد از جملہ محرمات است نہ مطلق مثال خروج
از اسلام بہ ہیچ یک ازین امور اگرچہ حرام ہم باشد لازم نمی آید و قتیکہ این امور
مرجوحہ محرم را حلال داند البتہ مستحل حرام و متغیر احکام خارج از دائرہ اسلام است
لیکن ہر گاہ چنین نباشد خروج از اسلام لازم نخواہد آمد انتہے ما فی الباب ہر گاہ حرام
باشد آثم خواہد بود غرضکہ یہ حدیث معنے ظاہری پر اپنے نہیں ہے بلکہ باول
ہے اسلئے کہ معنے اس حدیث کے ظاہری لفظی یہ ہین کہ جو شخص تازہ کرے قبر
کہنہ کو یا تصویر بناوے تو وہ خارج ہوا اسلام سے حالانکہ تازہ کرنا قبر کہنہ کا مکروہ ہے
اور اگر تحدید بجاے حطی پڑہے تو معنے اوسکے ظاہری لفظ سے یہ ہونگے کہ جو شخص خر
پشت کرے قبر تو وہ خارج اسلام سے ہے حالانکہ وہ ہی خارج اسلام سے
نہ ہوگا بلکہ تارک ہوگا امر راجح کا کہ وہ تسویہ ہی بنانا قبر کا ہے پس دونون صورتون مین
اسلام سے خارج نہ ہوگا اور معنے اس حدیث کے کنایہ ہین قتل کرنیسے مومن
کے بہ ناحق کہ تازہ قبر اوسکی ناحق کو بناوے تو وہ گناہ کبیرہ ہے ایسا ہی تصویر
بنانی کہ ہر تصویر بنانی حرام نہین ہے ہان اگر تصویر ذی روح کی ہو تو وہ حرام ہی پس
اگر کسی مومن کی قتل کو بہ ناحق حلال جانے یا تصویر ذی روح کا بنانا حلال جانے تو وہ خارج
اسلام سے ہوگا پس جس صورت مین کہ حرام ہی حلال جانے اور جس صورت مین حلال ہے
حرام جانے تو وہ خارج اسلام سے ہے پس تحدید قبر و تمثیل مثال بمعنے مذکور یعنے قتل مومن ناحق
و تصویر ذی روح کو حلال جانکر بنائیگا تو خارج اسلام سے ہوگا فقط مثلاً بہ نص صریح میتہ
حرام ہے یا شراب تو میتہ کہانے اور شراب پینے سی حرام جانکر گنہگار ہوگا نہ خارج از اسلام اسلئے کہ
اوسکی حرمت کا منکر نہین ہے مگر جو اوسکو حلال سمجہی تو وہ مسلمان باقی کیونکر رہ سکیگا
غرضکہ اس حدیث کے معنے محتاج تشریح اور تاویل علماے علام شیعہ مین اگر غلطی ہے

حکیم سلامت علیخان اپنی کتاب تبصرۃ الایمان مین جو در مذہب شیعہ ہین لکھی اِس حدیث کے معنے ظاہری الفاظ کے بلا غور بھی لئے ہین کہ کسیکہ تجدید کرد قبر را یا مثالے بر آراست پس خارج شد از اسلام حالانکہ وہ اپنے ہی مذہب کے بنا پر تجدید قبر کرنے والے اور تصویر ذی روح بنانے والے پر فتوے کفر نہین دیسکتے ہین تا وقتیکہ مرتکب پر یہ ثابت نہ ہو کہ اوسنے حلال سمجھ رکھا ہے غرضکہ گواہ صاحب نے بلا فکر مزید اس حدیث کا حوالہ دیا ہے مگر آخر کو یہ بھی کہہ دیا ہے تعزیہ بدعت گناہ کبیرہ ہے جاندار کی تصویر بت ہے اور پھر یہ بھی کہدیا ہے کہ ٹھہرنے اس کتاب کو تا الفاظ نہ پیش کرتا ہے تو ظاہر ہے کہ پیش کرنا حدیث زیر بحث کا پیش کرنا بیکار ہو گیا لہذا اور کچھ کہنا بیکار ہے۔

(اپیلانٹ) اظہار مین الفاظ بھی ہین نوحہ کرنا مذہب اسلام سے تا اہل اسلام کو رنج ہوتا ہے۔

(متمکن) اہل اسلام مین تو شیعہ بھی داخل ہین اور ضرور رنج و غم و نوحہ ہی کے لئے وہ اور وہ سب اہلسنت جو تعزیہ دار ہین اہتمام کرتے ہین نوحہ مین سچے بین کا کرنا ظاہرا کوئی برائی پیدا نہین کرتا مگر میت کے جھوٹے اوصاف کو سچے اوصاف بیان کرنا ناجائز ہے اگر محض نوحہ جسمین میت کے سچے اوصاف ہون بیان کرنا ناجائز ہے تو گواہ صاحب ہی اسکی توجیہ فرمائینگے۔ (روضۃ الاحباب مطبوعہ مطبع تیغ بہادر صفحہ ۱۸۴) مین بحال نماز و دفن شہداے احد لکھا ہے گواہ صاحب نے پڑھا ہوگا اوسکی عبارت یہ ہے وچون آن سرور بمدینہ رسید از اکثر خانہا آواز گریہ زنان شنید الا از خانہ حمزہ رضہ فرمود ولکن حمزہ لا بواکی لہ ہمنا آنجا زنانے بروے بگریند ندارند انصار بخانہ ہاے خویش رفتند و زنان خود را گفتند اول بخانہ حمزہ عم رسولخدا صلعم روید و بر وے بگریند و بعد از آن بخانہ خویش آیند

و بر قتلاے خود گریہ و بکا کنند زنان انصار ہمہ بخانہ حمزہ امدند بین
العشائین یا قریب نیم شب بر وے مے گریستند و جناب سید
عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بخواب رفتہ بود چون بیدار شد واز گریہ زنان
از خانہ حمزہ شنید پرسید این چہ آواز است گفتند زنان انصار اند
کہ بر عم تو مے گریند حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرمود رضی اللہ عنکن وعن
اولادکن وعن اولاد اولادکن و در روایتے آنکہ فرمود کہ مقصود من این نبود
کہ زنان بیایند و بر حمزہ گریہ کنند و نہی کرد از نوحہ کردن و مبالغہ تاکید دران امر
بتقدیم رسانید جو کہ بظاہران دونون روایتون مین تناقض معلوم ہوتا ہے اوسکو تو
گواہ صاحب حل نہین کر سکتے اسواسطے کہ دونو مین سے وہ کسکو صحیح فرماوینگے
حضو صاحبکہ خود اونہون نے یہ بھی اظہار مین لکہا یاہے منقول مین رائے کو
دخل نہین اور منقول وہ ہے جو رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہو جسکو حدیث کہتے ہین
وہی منقول ہے اور منقول پر عمل کرنا چاہئے اور کوئی دلیل نہین ہو سکتی نہ عقل کو
دخل دیا جا سکتا ہے اور سواے احادیث رسول اللہ صلعم کے اور کسی کے قول پر
مظہر عمل نہ کریگا کاش گواہ صاحب اوسکو حدیث نہ کہین تو ہم کہین گے ہر قول
رسول کا موافق وحی کے تہا سواے اسکے اسمین تو شک ہی نہین کہ زنان انصار
اپنے شہیدون پر روتی تہین اور اونکو جناب رسولخدا صلعم نے بار جود و اسطے
کے منع نہین فرمایا اور اسکا کیا جواب ہوگا کہ صحابہ نے اپنے بیان کے عورتونکو
حضرت امیر حمزہ کے گہر مین کیون بہیجا یا اگر عمر کی ایک ہی ٹانگ ہے تو گواہ
صاحب فرماوینگے کہ آنسوون سے رونیکو بہیجا یا تہا مگر یہ کہنا پڑیگا کہ اول
کیا اپنے چہوٹا ہاتہیں مار کر روتی ہین وہ کیون روتی نہین کیا وہ بھی شیعہ تہین گواہ
صاحب کہیں گے وہ بھی شیعہ تہین یا بدعتی تہین شاید یہی جو ہم جناب و [illegible]

کے انتقال پر اہلبیت کے سوا اور کوئی چلا کر نہ رویا ہو اوسکی وجہ ظاہر ہے کہ حضرت
عمر برہنہ تلوار لئے کوچہا مدینہ مین فرماتے تھے کہ جناب رسولخدا کی حیات ابدی ہے
اور ثقیفہ بنی ساعدہ مین انصار و قریش جمع تھے پہر رونا اور نوحہ کرنا کب یاد آتا
جبکہ گدی نشین کرنا کسیکا مدنظر تھا تاہم ملا حسین کاشفی نے اپنی کتاب روضۃ الشہدا
مین جو مطبع منشی نولکشور لکہنو مین چہپی ہے لکھا ہے (ملاحظہ صفحہ ۱۰۱) اور وہ اندکہ
در محل امہات مومنان حاضر شدند ایشان را بتقوے و طاعت وصیت فرمود
آنگاہ بہ فاطمہ گفت ... پسران مرا پیش آر فاطمہ کس بطلب حسن و حسین فرستاد تا بتعجیل
بیایند ایشان گفتند واویلاہ ہرگز مارا بدین شتاب نہ طلبیدہ اند تا سبب این
طلب چیست شہزادگان بسرعت تمام روان شدند چنانچہ عمامہا از سر ایشان
بیفتاد و ہرکہ از زن و مرد ایشان را بدان صفت می دید خروش و فغان بر می کشید
و چون ایشان نزدیک آن سرور آمدند سلام کردند و در برابر جد بزرگوار بنشستند
و چون حضرت خواجہ را بدان حال دیدند گریہ آغاز نہادند و چنان زار بگریستند کہ از گریہ
ایشان ہرکہ دران خانہ بود بگریست انتہی اسکے سوا آگے چلکر اور بھی ہم بیان
کرسکین گے مگر پہلے یہ کہنا منظور ہے کہ صفحہ ۱۸۳ روضۃ الاحباب مین بحال
شہادت امیر حمزہ یہ بھی مرقوم ہے جب حضرت صفیہ ہمشیر حضرت امیر حمزہ
نعش حضرت حمزہ پر تشریف لائین تو صاحب روضۃ الاحباب نے یہ عبارت
لکھی ہے۔ لیکن از گریہ خود نتوانست نگاہ داشت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
از گریہ او بگریہ در آمد و فاطمہ زہرا نیز بگریست۔ اور گریہ کے معنے لغت مین رونے
اور رقت کے ہین نہ صرف آنسو بہانے کے اور نیز روضۃ الاحباب کے
صفحہ ۱۸۲ مین حضرت فاطمہ کا جناب رسولخدا کے پاس آنا اور حال حضرت کا
دیکھکر رونا ان الفاظ سے لکھا ہے۔ پدر خویش را بآن حال دید گریہ شد و آن سرور

راوی نقل کرتے ہیں حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت رشتہ دارین ایسی صورتین جبکہ حضرت عمر کے روسے ثابت روایت ثانی روضۃ الاحباب مرقومہ بالا کیونکر مانی جاویگی جبکہ شور و غل سے رونا حضرت رسولخدا کی حیات مین بھی ثابت ہوچکا اور بعد حضرت کے بھی اسطرح ثابت ہے کہ صاحب جذب القلوب اردو نے جو لکھا ہے وہ صفحہ ۱۶۷ پر یون مرقوم ہے کہ جب حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا نے رحلت فرمائی تو کچھ عورتون نے رونا شروع کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ انکو مارنے اور جھڑکنے اور منع کرنے لگے تو حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا چھوڑ دے انکو اور رونے دے جو کچھ ہاتھ اور زبان سے ظاہر ہو وہ شیطان کیطرف سے ہے اور گریہ اور نوحہ منع نہین ہے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا حضرت رقیہ رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس کھڑی روتی تہین اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دامن شریف سے آنسو انکو انکے چہرۂ مبارک سے پونچھتے تھے اور مشہور ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے وقت مدینہ منورہ مین تشریف نرکہتے تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو انکی تیمارداری کیواسطے یہین مدینہ مین چھوڑ کر غزوہ بدر کو تشریف فرما ہوئے تھے جسوقت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بشارت فتح غزوۂ بدر لائے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انکی قبر شریف پر کھڑے ہین اور انکو دفن کر رہے ہین اور خبر صحیح یہ ہے کہ حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ والہ وسلم حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے وفات کے وقت تشریف رکھتے تھے اور شاید کہ پہلی خبر جس سے آپکا تشریف رکہنا ثابت ہوتا ہے وفات حضرت ام کلثوم سے ہوگی یا وفات حضرت زینب کی جو آٹھوین سنہ مین واقع ہوئی۔ ف

اگر وجہہ اختلافات روایات کوئی گنجائش کوئی پیدا کرے تو ہو نہین سکتا عورتونکا
رونا اگر چلاکر یہ ہوتا تو حضرت عمر کو مارنے پیٹنے کا موقع کب ملتا بہرحال ثابت
ہے کہ کسی صاحبزادے کی موت پر چلاکر رونے مین اسکے سوا شہدا جیہ بکر صدیق
مین مترجم جذب القلوب (صفحہ ۲۲) پر لکھتے ہین - الغرض جب امام حسن
و امام حسین علیہما السلام نے حضرت بلال سے اذان کہنے کی فرمایش کی تو حضرت
بلال رضی اللہ عنہ مجبور ہوکر مسجد کی چہت پر چڑہ گئے اور جس جگہ حضرت
صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے زمانے مین کہڑے ہوکر اذان کہا کرتے تھے اوسی جگہہ
کہڑے ہوکر کہا اللہ اکبر اللہ اکبر آدمیونمین اک شور پڑگیا گویا کہ تمام مدینہ جنبش مین آگیا اور جب کہا اشہد
ان لا الہ الا اللہ تو اور زیادہ تزلزل ہوگیا اور رونا پیٹنا شدت سے پڑگیا پھر جب اشہد ان محمدا رسول اللہ
کہا تو اک اور ہی قیامت قائم ہوگئی کوئی مرد عورت اور چہوٹا اور بڑا مدینہ مین
وہ نہ تھا کہ اپنے گہر سے روتا چلاتا باہر نہ نکل آیا ہو - باوجود اسکے نہ حضرت
ابوبکر مانع ہوے نہ عمر تو رونے چلانیکی اباحت مین گنجایش کلام کی کیا
باقی رہی رہا نام لینا بیبیون اہلبیت کا یہ عجیب بات ہے ہماری سمجھ مین کسی
قوم و ملت مین نام لینا عورات معزز کا ناجائز نہین ہے نام ظاہر ہے شناخت
کے لئے رکہا جاتا ہے گواہ صاحب نے بدعت کی تعریف خود ہی ان الفاظ
سے فرمائی ہے بدعت کی یہ تعریف ہے کہ دین کی نئی بات جسکے لئے نہ حدیث ہے
نہ کلام اللہ ہے اور وہ ارکان دین مین پایا جاوے یا نہ پایا جاوے وہی بدعت ہے
اور پھر فرمایا عورات اہلبیت کا عام طور پر نام لینا بدعت ہے مگر کوئی حدیث نہین
بلکہ ہندوستانی رواج کے مطابق ازواج مطہرات و دیگر اہلبیت کے نام
کتابونمین مندرج ہین جب خود گواہ صاحب قائل ہوچکے کہ بی بیون کا نام
کتابون مین لکہا ہے اور کتابونکی تدوین پڑہنے پڑہانے سنتے سنانے کے لئے

ہوتی ہے نہ صندوق اخفا مین بند کر رکھے لئے اور ہر گاہ جناب رسولخدا نے فرمایا
فاطمۃ بضعۃ منی الخ یہ ایک حدیث ہے رسولخدا کی جس سے نام لینا آپ
سے ثابت ہے پھر بدعت کیسی رہا رواج ہنود گواہ صاحب نے اوس
رواج کا بھی نشان کسی کتاب مین نہین دیا بہت سی ہندو عورتونکا نام کتابون
اور خطون اور پروانون مین دفترون مین دکھلا سکتے ہین مگر مشتے نمونہ از خروارے
روپ متی کا نام صفحہ ۱۳۰ تذکرۃ الخواتین اور سکنتلا کی کتاب مشہور ہے
اور معروف پھر سیتاجی زوجہ راجہ رام چندر کا قصہ راون کا لے بھاگنا کون
ہندو نہین جانتا پھر رادھکا جی وجسودا جنکا تعلق سری کرشن جی سے ہے اور گنگا
مائی اور جمنا مائی سیکڑون عورتونکے نام زبان زد خلایق ہین اور یہ ظاہر ہے
کہ تمام ہندو عورتون کا نام اونکے میکے مین لیا جاتا ہے جس ہندو سے چاہے
پوچھ لیا جاوے مگر نہین گواہ صاحب جو رو یا شوہر کے نام لینے مین رواج ہندکو
خلاف جناب رسولخدا صلعم کے جو اپنی بی بی کا نام لیتے تھے خلاف رواج ہند
نہ کہدین جیسا ترجمہ اعثم کوفی سے حضرت عایشہ کا بیان لکھا ہے۔
(آنیوالے) گواہ صاحب نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ارکان دین مین پایا
جاوے یا نہ پایا جاوے اسکا کیا مطلب ہے۔
(متمکن) نہ پائے جانیکی بھی اچھی ہوئی اسکا مطلب گواہ صاحب ہی جانتے
ہونگے مگر آپ کیون حیران ہوتے ہین گواہ صاحب نے جو کچھ فرمایا اوسکی سند
دینے سے وہ عاجز ہوگئے اور منتہی الکلام کو شیعون کی کتاب مین شمار کرادیا آپ
ناحق کے دردسر مین نہ پڑئے حضرت عثمان نے بڑا احسان حضرات اہلسنت پر
فرمایا ہے کہ قرآن شریف کے مختلف نسخون کو باقی نہ رکھا اور اون کا خلجان
مٹا دیا ورنہ قرآن کے بھی وہی گت ہوتی جو حدیثونکی ہو رہی ہے میری سمجھ مین

نہین آتا کہ جب اہلسنت اور شیعہ دونون عقل فہم شعور آنکھ کان رکہتے ہین اندہے
نہین ہین کہ کوئی اس مثل کو صادق لاوے سے اگر بینم کہ نابینا و چاہ است
اگر خاموش بنشینم گناہ است + تو شیعون سے بحث اور اونکے افعال مین مزاحمت
کی کیا ضرورت ہے اگر اونکے افعال گناہ کبیرہ یا صغیرہ یا بدعت مین داخل ہین
اوسکی جوابدہی قیامت مین اہلسنت سے نہ ہوگی تراویح کے بابت گرواہ صاحب
فرماتے ہین کہ مجکو کوئی آیت یاد نہین ہے تو اپنے گروہ مین غیر مقلد کو پاتے ہونگے
وہ تراویح نہین پڑہتے اونہین سے پوچھہ لیا ہوتا کہ کیون نہین پڑہتے گو اس
مقام پر وہ روایت بھی لکھ سکتے ہین جو ناجوازی نماز نوافل باجماعت ماہ
مبارک مین ہین مگر کیون کلام کو طول دین اسلئے یہ بات وہ بات ٹکا دے
میرے ہاتھ ساری ممانعت تعزیہ داری کے بابت ہے جناب رسولخدا کو
یہود اور نصاری اور ہندو وغیرہ پیغمبر نہین مانتے پادری سر بازار جو کلمات
فرماتے ہین بطور واجبی اوس کلام سے اونکا دل نہین دکہتا ہندو سنکھ و گہنٹے
بجاتے ہین اونسی بھی بطور واجبی کوئی مسلمان سنی نہین بھڑکتا پیران پیر کی گیارہوین
کے بابت حجت نہین اہلسنت ہی کے گانے بجانے وحال قال مخدوم صاحب
وحضرت معین الدین چشتی پیر اجمیر مدار صاحب قنوجی کی قبر پرستی پہ دم نہین مارتے
غازی میان کے جہنڈون پہ کچھہ اعتراض نہین مگر نہ معلوم علم وتعزیہ کا نام سنتے ہی
کیون دل دہلتا ہے بھی فرماتے ہین کہ چار امام ابوحنیفہ ـ و شافعی ـ و مالکی
و حنبلی رحمہ اللہ علیہم پر اجتہاد ختم ہوگیا تو ظاہر ہے کہ علما اور کملا اور محققین کو
اختیار قیاس کا بہی باقی نہین تحیف ہے کہ امتناع تعزیہ داری مین جب نہ کوئی
حدیث ہے نہ مجتہدین مذکورہ بالا کا فتوے تو کس راہ سے اکراہ ہے اگر ہے تو
مبارک شیعہ بھی تو نہین کہتے کہ آپ اپنی راہ چہوڑکر گمراہ ہون عجب ہے کہ انہون

شوارع عام پر ہندوؤن کے دیوتاؤنکے رتھہ اور ڈول نکلین اونکو کبھی نہ روکین
رام لیلہ کا میلہ دیکھنے شوق سے جاوین مگر تعزیہ کا نام سنتے ہی بھجتین لاتین حضرت
عایشہ کا محل جو مکہ معظمہ مین آتا ہے اوسکی نسبت بھی کچھہ نہ فرماوین اوس علم کی نقل ع
جو جناب رسولخدا کے لشکر مین کبھی حضرت امیر حمزہ و جناب حیدر کرار و حضرت
عباس علمدار کے دوش مبارک پر رہا اوسکو بدعت سمجھتے ہین سمجھین تعزیہ کی نسبت
جو خیال کرین اوسمین شیعونکی کوئی وجہ مزاحمت کی نہین وہ سمجھتے ہین اونکو سمجھنے
دین قصہ فیصل ہوا۔

(آئیوالے) فطرۃ اللہ التے کا حوالہ دیکر جو کچھہ گواہ صاحب نے
فرمایا ہے اوسکا آخر کیا مطلب ہے۔

(متمکن) گواہ صاحب کے ذہن مین جو کچھہ ہو اوسکی نسبت مین کیا کہہ
سکتا ہون مگر پارہ ۲۱ کے رکوع سات سورۂ روم کی۔ پوری آیت یہ ہے
فاقم وجہک للدین حنیفا فطرۃ اللہ التے فطر الناس لا تبدیل
لخلق اللہ ذلک دین القیم سو تو سیدہا رکہہ اپنا مونہہ دین پر ایکطرف کا
ہو کر وہی تراش اللہ کی جسپر تراشا لوگونکو بدلنا نہین اللہ کے بنائے کو یہ ہے
دین سیدہا معلوم نہین شان نزول اس آیت کا گر یہ لوفات صاحبزادونسے
کیونکر تعلق کیا گیا ہے مدارج النبوۃ مطبوعہ نولکشور کے صفحہ ۱۰۵ جلد دوم
مین حال وفات حضرت ابراہیم ہے اور صفحہ ۵۷۰ پر ذکر اولاد کرام آنحضرت
صلعم سے صاحب مدارج النبوۃ لکھتے ہین بدانکہ جملہ انچہ اتفاق کردہ شدہ
است بر ایشان بخشش اند دو پسر قاسم و ابراہیم و چہار دختر زینب و رقیہ
ام کلثوم و فاطمہ و در غیر ایشان اختلاف است و بعضے طیب و طاہر
نیز شمردہ اند پس جملہ ہشت باشند چہار ذکور چہار اناث و بعضے میگویند کہ غیر

ابراہیم و قاسم عبداللہ است کہ بمکہ طیبہ صغیر از عالم رفت و طیب و طاہر لقب اوست
بجہت تولد او در عہد اسلام صفحہ ۱۰۵ پر مرقوم ہے پس عبدالرحمن ابن عوف گفت
تو نیز می گریی یا رسول اللہ آخر نہی کردہ بودی از گریہ بہ بیت گفت اے پسر عوف این
حال کہ تو بر من مشاہدہ میکنی رحمت و رقت است بر میت کہ غشی می گردد و از مشاہدہ
حال وے و نہی کردہ ام مگر از دو صوت از صوتے کہ نزد نغمہ لہو و لعب مزامیر
شیطان بود و از صوتے کہ نزد مصیبت بود و نہی میکنم از روے خراشیدن و بر روے
زدن و جامہ پارہ کردن اما آب اندر چشم رفتن از رحمت است و ہر کہ رحم نکند رحم
کردہ نشود بروے عبدالرحمن ابن حسان بن ثابت از مادر خود شیرین کہ خواہر ماریہ
بود روایت میکند کہ میگفت بر بالین ابراہیم حاضر بودم ہر گاہ کہ من و خواہر من ماریہ
فریاد می کردیم حضرت نہی نمی کرد چون روحش قبض کرد ما را از فریاد کردن نہی کرد
و در روایتے آمدہ است کہ چون آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بگریست اسامہ
بن زید فریاد برآورد حضرت وے را نہی فرمود وے گفت دیدم ترا یا رسول اللہ
کہ بگریستی فرمود البکاء من الرحمة والصراخ من الشیطان انتہی تمام

روایتوں سے ثابت ہوا کہ جناب رسول خدا صلعم نے حوالہ آیت مذکورہ کا نہیں دیا
تو اور کچھ ہمکو بیان کرنا نہیں چاہیے و تقریر الشہادتین ترجمہ تحریر الشہادتین مولوی
سلامت اللہ مطبوعہ مطبع نولکشور کانپور میں مرقوم ہے کہ مراد نوحہ سے یہ ہے کہ
بیان واقعی حال مصیبت شہیدوں کا کہنا اور اونکے مصائب پر بطریق افسوس
اور تاسف کے ہے نہ یہ کہ بہت اسباب خلاف شرع جمع کرنا (صفحہ ۱۷) پھر
سر الشہادتین مطبوعہ نولکشور لکھنؤ کے صفحہ ۳۴ و ۳۵ و تحریر الشہادتین کے صفحہ
۹۶ و ۹۷ پر و تقریر الشہادتین کے صفحہ ۶ و ۷ پر مرقوم ہے کہ جن رحمنیہ کا
نوحہ حضرت ام سلمہ و حبیب ابن ثابت نے سنا اور نوحہ کی تفصیل کہی بس صحیح ورنہ

کہ حنفیہ کو تو اونھون نے دیکھا ہوگا کہ آنسو صرف بہتے ہین مگر آواز رونیکی سنی ہوگی۔ علیٰ ہذا حال والیین اہلبیت وحرم سید الشہدا علیہ السلام مین مولوی شاہ محمد سلامت اللہ صاحب نے صفحہ ۸۰ تحریر الشہادتین مین یون لکھا ہے گویند کہ چون بروز وفات حضرت سرور کائنات علیہ افضل من الصلوۃ اہل مدینہ گذشتہ بود ہمان مصیبت آن روز گذشت کہ امام زین العابدین علیہ السلام با زنان و دیگران اہلبیت حضرت سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا از دمشق بمدینہ برگشت فریادی عجیب و شور غریب در مدینہ برپا بود و از ہنگامہ قیامت یاد داد

اس ترجمہ سے یہ نہین معلوم ہوتا کہ اگر لوگونکے آنسو بہتے تھے تو فریاد عجیب و شور غریب کیونکر برپا ہوا کیا کوئی اور وجہ سوا ے چلا چلا کے رونیکے ہو سکتی ہے اور بین جناب ام سلمہؓ کی تحریر الشہادتین مین لکھے ہین۔ یا رسول اللہ برآر از روضہ سر تا بنگری اہلبیت خویشتن را زار و غمناک و حزین بلا ے دشمنان دین گرفتار آمدہ کس مبادا در جہان یارب گرفتار این چنین ظاہرا جو نہی نوحہ و فریاد کی جناب رسول ایزد متعال سے مدارج النبوۃ سے لکی گئے اوس سے یہ وجہ ہے کہ حالت بیماری مین رونا اور چلانا منع نہین ہے مگر جبکہ میت موجود ہو صرف اوسوقت نالہ وزاری منع کی گئی ہے اور جب لاش موجود نہ ہو تو عموماً نوحہ وزاری منع نہین جیسا کہ ترجمہ جذب القلوب سے اور تحریر الشہادتین سے پایا جاتا ہے تو ہماری سمجھہ مین نہین آتے ممکن ہے کہ علماے علام حنفی یا غیر مقلدین مثل صاحب فتاوے برہنہ کے کوئی وجہ پیدا کرین جیسا صاحب فتاوے برہنہ نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۷ پر لکھا ہے کہ لعنت و دشنام کردہ نشود یزید صحیح کہ حال او معلوم نیست و گر یقین شود کہ او کردہ و اگر محل بودہ کافر شدہ الا نہ کہ قتل غیر نبی کفر نیست۔ اور خلاف اونکے شاہ سلامت اللہ

صاحب کو اوس تحریر کی وجہ سے جو (صفحہ ۷۷ و ۷۸) پر اونھوں نے لکھی ہے
بے اعتبار جانے چنانچہ وہ تحریر یہ ہے ۔ بالجملہ این روایات و امثال آن گو
بعضی ازان خالی از ضعف نبوده باشند لیکن درین شکے نیست کہ یزید پلید
آمر و راضی و مستبشر از قتل حسین علیہ السلام بوده وہمین است مذہب
مختار جمہور اہل سنت و جماعت چنانچہ در کتب معتمدہ مثل مفتاح النجا
مرزا محمد بدخشی و مناقب السادات ملک العلما قاضی شہاب الدین دولت
آبادی و شرح عقائد نسفی ملا سعد الدین تفتازانی و تکمیل الایمان شیخ عبد الحق
محدث دہلوی و غیر آن از اخبار معتبرہ باشواہد و دلائل مذکور و مسطور است
لہذا لعن آن ملعون بہ حجج قاطعہ و براہین ساطعہ ثابت کرده اند و مختار راقم الحروف
و اساتذه صوری و معنوی باہمین است کہ یزید آمر و راضی و مستبشر بقتل حسین
بوده و مستحق لعنت ابدی و وبال و نکال سرمدی است و اگر تامل بکار رود
تقریر مجرد لعنت در حق آن ملعون قصور بیست کہ مقصور بر آن نباید بود چنانچہ
اوستاد البریہ صاحب تحفہ اثنا عشریہ علیہ الرحمہ در رسالہ حسن العقیدت
در حاشیہ کہ بر کلمہ علیہ ما یستحقہ تعلیق فرموده اند افاده می نمایند کہ علیہ ما یستحقہ
کنایہ است از لعنت و الکنایۃ ابلغ من التصریح از قواعد مشہورہ عربیت
است معہذا در ابہام ما یستحقہ تفخیمی و تشنیعے است کہ در تصریح بہ لفظ لعنت
فوت می گردد چنانچہ در تفسیر فغشیہم من الیم ما غشیہم مذکور می شود
و حق اینست کہ اکتفا بر محض لعنت در حق یزید قصور است زیرا کہ اینقدر را
جزاء مطلق قتل مومن مقرر کرده اند قال اللہ تعالیٰ و من قتل مومنا متعمداً
فجزاءه جھنم خالداً فیہا و غضب اللہ علیہ و لعنتہ و اعدلہ
عذاباً عظیماً و یزید را درین عمل زیادتی است کہ غیر او را دست نداده

وآن زیادت را جز براستحقاق او حوالہ نتوان کرد کہ علم بشر از معرفت خصوصیت
آن عاجز است واللہ اعلم وعلمہ احکم انتہیٰ کلامہ الشریف اب چلاّ کے رونیکے
بابت ہم دو روپہر لکھتے ہین کہ روضۃ الشہدا کے صفحہ ۱۲۵ پر مرقوم ہے
و بصحت رسیدہ کہ فاطمہ را کسے بعد از وفات پدر خندان ندید بلکہ شب و
روز گریہ کردے و بسوز دل بنالیدے و گریہ او بمرتبہ رسید کہ اہل مدینہ
ازان بتنگ آمدند و گفتند اے دختر مصطفےٰ بروز بگرئی و بشب آرام نما
تا مارا ہم آرام باشد یا شب گریہ بکن و بروز خاموش باش تا مارا آسائشے
باشد فاطمہ بعد ازان شبہا بمقابر شہدا رفتے و چندانکہ خواستے بگریستے و مدارج
النبوت مطبع نولکشور کی جلد دوم صفحہ ۵۹۱ پر بھی مرقوم ہے۔ گفتہ اند کہ
وے معروف است بہ بیت الحزن کہ فاطمہ زہرا در ایام حزن و مصیبت
رسولخدا از صحبت مردم توحش و جدائی گزیدہ و درانجا اقامت کردہ بود و
صفحہ ۵۸۳ معارج النبوت رکن چہارم کی یہ عبارت ہے نقل است از
شبہا آوازے بسمع اورسید یامعاذ تو بر بستر راحت بہ استراحت مشغولی و
حضرت رسالت صلعم در سکرات موت است معاذ گریان از خواب برجستہ
تصور چنان کرد مگر قیامت قایم گشتہ چون اوضاع عالم برنہج استقامت دید
حمل بر تسویلات نفسانی و تخیلات شیطانی نمودہ باز در زاویہ خود آرام
گرفت شبے دیگر ہاتفے آواز داد کہ معاذ ترا چگونہ عیش باشد و حالانکہ محمد صلعم
در اطباق خاک قرار یافتہ معاذ از مرقد خویش برجست و بآواز بلند نوحہ و
زاری آغاز کردہ وامحمداہ مے گفت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و اشک از دیدہ
می ریخت القصہ چنان فریاد و شیون برکشید کہ مرد و زن بیدار گشتہ از خانہا
خود بیرون آمدہ در گرد او مجتمع گشتند کہ در نالہ و زاری و آئین سوگواری یاد او

موافقت می نمود تد الی آخر العبارت ۔ ان مضامین سے ثابت ہوگیا کہ جناب سیدہ فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا جنسے گناہ وہ وکیا گیا ہے اور معاذ جو اصحاب رسول صلعم مسلم ہین اگر رونا چلّانا گناہ ہوتا تو یہ دونون کیون گناہ کرتے اور نافرمانی جناب رسول خدا کے مرتکب ہوتے اور معاذ کا آواز دینے والا معاذ کو گناہ کرنے پہ کیون آمادہ کرکے شریک گناہ ہوتا اور بہی چلاکر رونے کا ثبوت یہ ہے کہ بہترے علماء وفضلا کے اکمل اونکی خبر موت احد من الناس سواے رسول واولاد رسول کے مرتکب نوحہ وبکا وشق جیوب وخاک افشانی ہوے چنانچہ تاج الدین سبکی طبقات شافعیہ مین بیچ بیان اقوال ثالثہ کے ترجمہ احمد ابن ابراہیم اسمعیلی مین لکہتا ہے قال حمزہ سمعتہ یقول لما ورد نعی محمد بن ایوب الرازی دخلت الدار وبکیت وصرخت وفرقت علی نفسی القمیص و وضعت التراب علی راسی انتہی (صفحہ ۱۶۱ سیف صارم) یعنی حمزہ کہتا ہے کہ مینے خود سنا احمد ابن ابراہیم کو کہتا تہا جبکہ وارد ہوئی خبر موت محمد ابن ایوب رازی کی تو مین گہر کے اندر داخل ہوا اور رویا اور آواز بلند کی اور پیراہن جو بدن مین تہا پہاڑ ڈالا ۔

(آنیوالے) کیا قیامت ہے کہ گواہ صاحب فرماتے ہین کہ بدعت گناہ کبیرہ ہے کیونکہ بت پرستی کی حدتک پہونچتی ہے ۔

(متکلم) یہ خود اگر اونکا خیال ہے تو وہ جانین اور اونکا خدا ضلال کو جانتا جیسا کچہہ ہو ہمکو کیا غرض مگر باینہمہ کہ حکیم سلامت علیخان صاحب اون شیعون مین نہین ہین جو تعزیہ داری کو جائز رکہتے ہین چنانچہ اونکا قول مین تبصرۃ الایمان سے لکہہ چکا ہون اور شبہہ نہین کہ وہ تعزیہ داری ومحفل تعزیت اور تعمیر امام باڑہ

کو جائز جانتے تھے مگر آخر کو بر سر انصاف آئے اور کہا ہے - در مملکت ہندوستان از آنجا سیکہ اسلام ضعیف گشتہ رسم عرب کہ اصول الاصول دین محمد عربی است بتقلید ایران بنائے تعزیہ داری است للہ الحمد کہ آن از آثار اسلام دعا سلے بوجوہات کثیرہ ازان بہرہ اندوز و فوائد دینی ازان حاصل است و شکلے غنیمت در آنکہ ایام بارہ و نقل تربت شریف بعد مرتب شدن لایق تعظیم است بالضرور و ادب آن شان ایمان و درین زمانہ تعزیہ داری ادائے آن رسم است و الا اکثر طبائع تلون پسند متوجہ بہ تقلید غیر اسلام بیشتر اند و مراسم تعزیہ داری اکثر از مشابہت دیگر ادیان و میلان زنان و طفلان یافتہ است -

(آنے والے) بہت غنیمت ہے -

(متمکن) جو صاحب فہم و شعور اور تعصب سے دور ہین اونکا یہی شعار و دستور ہے چنانچہ ترجمہ جذب القلوب مین مسطور ہے و شاہ عبد الحق محدث دہلوی کا جو کلام ہدایت نظام ہے اور صفحہ ۲۴۸ پر ارقام ہے بگوش دل سنیئے اور جملہ آداب مہمہ کے لوگون مین بعض عوارض کی جہت سے اوسکی رعایت مین قصور واقع ہوتا ہے یہ ہے کہ مدینہ مطہرہ کے رہنے والون کے ساتھہ محبت و رعایت تعظیم مین علی حسب مراتب ہند کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرے تا بحدیکہ نسبت جوار صوری پر کوئی مرتبہ فضیلت زیادہ نہ رکھتا ہو بلکہ ہر چند فسق و بدعت اور سارے اقسام گناہ سے مطعون ہو اسواسطے کہ شرف جوار حضرت سید الابرار صلعم کافی ہے اور یہ شرف کسی معصیت و بدعت سے زائل نہین ہوتا اور حسن نجات اور عفو مغفرت سے محروم نہین کرتا (نظم عربی و فارسی کے بعد) اور وہ جو اس ادب

واجب الاہتمام کی رعایت مین قدم ڈگ جانے کی جگہ ہے بعضے شریفون
اور فرزندان حرم کا حال سنے کہ بعضے بدعات وتقصیرات کے ساتھ منسوب
ہین چاہیئے یہ ہے کہ اونکی طرف بہی بنظر نسبت قرابت اور جواز شریف کے
چشم حقارت سے نہ دیکھے اور اعتقاد کرے کہ نیکون مین بدون کا بہی حصہ
ہے اور ملاحظہ سرمنشاے قول حضرت رسالت پناہ صلعم سے شان اہل
بدر مین باوجود صدور بعض تقصیرات کے بعضے اونکے سے غافل نہ رہے
اور مخاطبت کے وقت بشاشت اور نرمی کلام کو ہاتھ سے نہ دے
اور گالی گلوج اور سختی سے اپنے تئین باز رکھے اسواسطے کہ بیٹا باوجود عاق
ہوجانے کے بہی بعضے احکام سے مثل استحقاق ارث اور صحت نسب کے
باہر نہین نکلتا اور گمان نیک حضرت صدیق وحضرت فاروق اور دوسرے
صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین مین یہ ہے کہ ہر اوس چیز مین کہ اونکے حق سے
متعلق ہے سوا عفو کردینے کے اولاد پیغمبر صلعم سے جائز نہین رکھتے تو گمان نیک
رکھو اور حق کو اہل حق پر چھوڑو اور شفاعت محمدیہ اگر گنہگاران اہل بیت نبوت
ورسالت مین درکار نہو کہ جنکے ظاہر کرنے کی طرف ارادہ الہی جل جلالہ متوجہ ہے
تو پہر بہتر اس سے اور کون سا محل ہوگا اور بعض مشایخ رحمۃ اللہ نے اس
آیہ سے ایسا سمجہا ہے کہ اہل بیت نبوت مین سے کوئی شخص دنیا سے انتقال
نہ کریگا جبتک نجاست معنوی سے پاک نہ ہولیگا خواہ اوسکا سبب لحوق قرض ہو
خواہ کوئی اور امر صعب تلخ سیئات یہ ترجمہ ہے کلام بعضے علما رحمۃ اللہ کا اوس
کتاب مین جو آداب زیارت مین تصنیف ہوئی ہے اور بعبارت اور کلام مثنوی
وغیرہ اس ادب کے محل رعایت مین اوسکے ساتھ موافق ہے واللہ اعلم فقط
اگر خدا نخواستہ گواہ صاحب نہ جانتے ہون تو جاننا اونکا کچھ ضرور نہین ہے

جن کتابون کا حوالہ دیا وہ نایاب نہین ہین۔ سینئے جو عبارت جذب القلوب
کی اوپر ابھی بیان کی ہے ایسی متین اور پر اسرار ہے کہ اگر خواہ اہل سنت
خصوصًا مقلدین ائمہ اربعہ اوسکو مان لین تو باہم اونکے اور آپ صاحبون کے
نہ کوئی وجہ نفرت کی رہے اور نہ ضرورت مباحثہ و مکابرہ کی جو محض فضول ہے
اور یہ ظاہر ہے کہ شاہ عبد الحق صاحب نے اہل مدینہ طہرہ کی نسبت اور
رعایت کے لیئے لکھا ہے جہان شیعہ اور سُنی دونون رہتے ہین۔ مگر جہلا
اور نافہم مفت مین لڑتے اور فتنہ پیدا کرتے ہین اور حکام تک نوبت پہونچاتے
ہین چنانچہ صفحہ ۱۲۹ کتاب حقیقت الخلافت علی طریق اہل السنۃ والجماعت
موجود ہے ملاحظہ کیجیے کہ مدینہ طیبہ مین بنی ہاشم اور بنی تحاولہ کہ اولاد غلام امام
زین العابدین علیہ السلام کی ہین یہ سب شیعہ ہین اور بالالتزام مجالس عزائے
سید الشہدا کی کرتے ہین بلکہ بنی تحاولہ کا حسینیہ یعنے امام باڑہ مدینہ طیبہ مین
مشہور اور معروف ہے اور عشرہ محرم مین باوصف تعصب
شدید اہل مدینہ کے برابر مجلسین کرتے ہین اور خوب گریہ و بکا ہوتی ہے۔
یہ تو مدینہ کا حال ہے گواہ صاحب اگر یہ جانتے جیسا کتاب مذکور کے صفحہ مذکور
مین موجود ہے کہ مکہ معظمہ مین سید ابو الفضل صاحب مطوف شیعہ اور مرزا محمد علی
صاحب نائب اونکے جدہ مین سید مختار صاحب التزام غم و الم مظلوم کربلا کا
کرتے ہین تو ضرور اپنے مذہب کے موافق یہ کہکر کہ ع ہوا کرتی ہے کعبہ مین
عزاداری تو مشکل ہے منع کرنا۔ حیب ہو رہتے مگر وہ بیچارے کیا کرتے اپنے
عقیدہ کو جو سنا سنایا تہا بیان کرنے پر مجبور ہوگئے مگر مجہکو افسوس ہے کہ
اپنے عقیدہ کی سند مین حدیث تو وہ کہان سے لاتے اپنے علما کا مقولہ
بہی نہ بیان کرسکے۔

(آنے والے) حضرت غصہ اور رنج تو اسپر ہوتا ہے کہ گواہ خود فرماتے ہین کہ وہ مجالس عزامین شریک ہوا کرتے تھے۔

(متمکن) تو اسپر خفا ہونا بھی بجا نہین ہے براہ مہربانی اب آپ اپنے یہان کے خلق کو بھی نہ بھولیئے اور ابواب الجنان کی پہلی جلد کو اکثر پڑہا کیجیئے مگر مختصر یہان سنیئے کہ تفسیر خلاصۃ المنہج مین تفسیر آیۂ کریمہ انک لعلی خلق عظیم یون لکھا ہے خلق عظیم جناب رسالت مآب ازان بودہ کہ ظاہراً باخلق بخلق معاشرت می فرمود و باطناً باحق بودہ و موید این است کہ آن حضرت فرمود بعثت لاتمم مکارم الاخلاق مبعوث شدہ ام تا خلقہاے نیکو را تمام گردانم انتہی اور جناب رسولخدا صلعم زکوٰۃ سے ایک حصہ مولفۃ القلوب کفار کو دیتے تھے پس یاد رکہنا چاہیئے کہ مراد شارع علیہ السلام کی جہان تک ہوسکے رفع منازعات ہے اور میری سمجھہ مین ہرگز مناسب نہین ہے کہ مسلمان اپنے اختلاف مذہبی کا فیصلہ اون عدالتون سے کراتے پہرین جنکو اصل احکام شرعی کے تلاش مین دقت اور تکلیف ہو۔

(آنے والے) مجھکو خوف ہے کہ لفظ گریہ و بکا و صراخ کے معنون مین حجت پیدا نہو۔

(متمکن) گریہ حاصل مصدر گریستن کا ہے اور گریستن کے معنے شمس اللغات مین گریہ در گلو داشتن یعنے مہیاے گریہ بودن کے ہین اور برہان قاطع مین گریان کے معنے گریہ کنان ہین اور شمس اللغات مین بکا کے معنی گریہ و کسے را بگریستن غلبہ کردن و اشک ریختن کے ہین اور غیاث اللغات مین بکا بالضم بدون ہمزہ بمعنی گریہ کہ اشک ریختن باشد و بکا بالضم و در آخر ہمزہ بروزن فعال بمعنی گریہ کردن باواز منتخب و شرح یوسف سے لکہتے ہین اور صراخ مین

مانند بکا کے بالضم و المد گریہ باآواز و بالقصر اشک از چشم باریدن مگر مین کہتا ہون
کہ لغت کے ہیر پھیر مین پڑنے کی کیا ضرورت ہے اور فضول اُلجھن کی کیا حاجت
جبکہ ہمنے تحریر الشہادتین اور جذب القلوب مین دکھلا دیا ہے کہ رونا پیٹنا مدینہ
مین شدت سے بڑھ گیا تھا اور سر الشہادتین جیسی معتبر کتاب اور تحریر الشہادتین اور
تقریر الشہادتین مین حضرت ام سلمہ و دیگر صحابہ معتمد و معتبر سے لکھا ہوا ہے کہ
جنیان اور جن جناب سید الشہدا کے ماتم مین روتے تھے حالانکہ جن و جنیان کا
دیکھنا کسی انسان کو ممکن نہین تو بالضرورہ باآواز روتے ہونگے اور جناب سیدہ
کا رونا چپکے چپکے اگر ہوتا تو اہل مدینہ اپنا مخل آسائش کیونکر سمجھتے پس یہ بحث فضول
بیکار ہے بالخیر و شما بسلامت۔

(آنے والے) ہان یہ تو بجا ہے اور باآواز رونے مین مجال قیل و قال نہین رہی
مگر جو محمل عائشہ صاحبہ کا آپ نے ارشاد فرمایا اوسکی حقیقت کیا ہے۔

(متمکن) سنئے صفحہ ۱۲۸ حقیقت الخلافت مین بتصریح لکھا ہے کہ نقل محمل
ام المومنین عائشہ ہر سال مصر سے مکہ معظمہ مین بتاریخ ہفتم یا ہشتم ذیحجہ کو آیا کرتی
ہے اوسمین غلاف خانہ کعبہ کا بھی آتا ہے پوشش اوسکی نہایت پرتکلف
سیاہ مخمل کاشانی کی جسپر کار زری کا مغرق ہوتا ہے اور در محمل پر ایک علم
گنگا جمنی نصب رہتا ہے ایک اونٹ طویل القامت پر رکھکر بہمراہی فوج سلطانی
باجا رومی بجاتے ہوئے لاتے ہین تمام شرفا و علما مکہ بیرون شہر تک استقبال
کو جاتے ہین اور محمل کو لا غلاف خانہ کعبہ پر چڑھا کر اوسی دھوم دھام سے بمقام
منی لیجاتے ہین وہان ایک خیمہ کلان نصب ہوتا ہے اوسمین محمل رکھی
جاتی ہے فوج سلطانی محافظت کرتی ہے بعض اشخاص کو روبرو محمل فاتحہ
پڑھتے بھی دیکھا ہے شب یازدہم ذیحجہ کو روبروے خیمہ مذکورہ کے آتشبازی

بہر قسم کی چھوڑی جاتی ہے بارہوین ذیحجہ کو اوسی دہوم سے باجا بجاتے ہوئے
پھر محمل کو مکہ معظمہ مین آخر روز مین لاکر مسجد اطراف خانہ کعبہ مین رکھتے ہین عشرہ ثالث
ذیحجہ مین محمل کو اوسی طرح باہتمام تمام مدینہ طیبہ لیجاتے ہین تا وقتیکہ محمل روانہ
نہین ہوتی حجاج کو اجازت روانگی مدینہ منورہ کی نہین دیتے ہین علما شرفا
مدینہ طیبہ بہی استقبال کے لیئے جاتے ہین اور باجا بجتا ہوا محمل کا داخلہ ہوتا ہے
اور متصل منبر نبوی کے محمل رکہی جاتی ہے ہر حاج و زائر بہی اس سے آگاہ ہے
محتاج اثبات یہ واقعہ نہین ہے اور یہ کہنا کہ غلاف خانہ کعبہ محمل پر رکہکر آتا ہے
اسواسطے یہ اہتمام کیا جاتا ہے لایق تسلیم نہین ہے کس لیئے کہ تمام عرب کی
زبان پر جاری ہے کہ یہ محمل عائشہ ہے علاوہ اسکے غلاف کعبہ روز داخلہ محمل کے
اوتار لیا جاتا ہے پہر کیون منی اور مدینہ طیبہ مین اس اہتمام سے لیجاتے ہین
(اہلسنت والے) وہ کیا کہنا ہے جنکے نزدیک تعزیہ بت ہے اور دلدل کا بنانا
اور باجے کا بجنا حرام ہے وہ محمل کا بنانا اور اونٹ کا سجنا اور باجے اور ایسے
فاتحہ خوانی کو بت پرستی نہین کہتے مصرعہ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

(تکملہ) دیکھیے تحقیق الخلافت کا صفحہ ۱۸ صواعق محرقہ مین باب الخمیس
شیخ ابن حجر نے یہ لکھا ہے کہ امامت ابوبکر کا منکر کافر ہے اور بعض نے گو بدعت
کنندہ لکہا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ کافر ہے اور یون ہے عمر کی خلافت کا منکر بہی
کافر ہے اور صواعق محرقہ مین بیچ خاتمہ کے صفحہ ۱۹۷ پر (دیکھو صفحہ ۷ کتاب
تحقیق الخلافت) مین [illegible] لکہا ہے [illegible] قول امام غزالی
[illegible] واعظ وغیرہ واعظ [illegible] ذکر قتل حسن و حسین کا [illegible]
[illegible] صحابہ کا [illegible] آتا ہے
[illegible] اور تعزیہ داری اور انعقاد مجالس کے ہین۔

(آنے والے) خیر ۵ من باین جرم خوش دلم کہ خدا را کار محشر بہ حیدر انداز د
اب مذکور اسکا شکر کرنا بہتر ہے گواہ نے جو کہا در حقیقت کچھہ نہین کہا مین مطمئن
ہوگیا فقط۔ مگر اوسکی بابت تو کچھہ فرمایئے کہ جو گواہ صاحب نے یہ فرمایا ہے
کہ حرمت کے علاوہ بڑی تذلیل اکابر دین کی ہے۔
(شمکن) یہ میری سمجھہ مین اچھی طرح نہین آتا کہ مراد تذلیل سے گواہ صاحب
کی کیا ہے اگر شہادت جناب سید الشہدا کے بعد جو نعش ہاے شہدا پر
ظلم اہل جور نے کیا اوسکا بیان مندرجہ احادیث اور مرثیہ باعث ذلت
ہے تو حق تعالی نے اپنے کلام پاک مین اوسکی تعریف کی ہے اور ہرگز کسی
طرح کی تحقیر شہداے کربلا کی نہین ہوتی بلکہ اونکی توقیر اوس سے ثابت ہوتی
ہے کہ اونپر راہ خدا مین کیا کیا ظلم ہوئے لیکن اگر مراد تذلیل اونکی ہے جنہون
نے جناب سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا و اعزہ و صحابہ جناب سید الشہدا
کو شہید کیا اور بہر انواع و اقسام کے ظلم کئے اور اونکو گواہ صاحب اکابر دین
مین سمجھتے ہین جیسا کہ مینے اوپر بیان کیا ہے کہ یزید کا شمار ہم اعتقاد گواہ صاحب
مومن کا رکھتے ہین تو لامحالہ یزید کی فوج مین سارے ایماندار رہے ہونگے
اور ابن سعد اور شمر ذی الجوشن اونسے بھی بڑھ کر صاحب ایمان ہونگے
تو البتہ بجا ہے اور بالفرض اونکی تذلیل کیا معنی کہ صریح بے ایمانی ثابت
کیجاتی ہے مگر اسکو صاف صاف بلا پردہ کہدینا چاہیئے کہ ہمارے نزدیک
چونکہ یزید اور اوسکی ساری فوج ایماندار اور مومن تہی لہذا شیعون کو
نہین پہونچتا کہ یزید اور اوسکی فوج کی بے ایمانی کا اظہار ہمارے سامنے کرین تو
البتہ وہ دوسری بات ہے اور مزید اونکی تحقیر کیا معنی اونکی شقاوت
اور قساوت ظاہر کیجاتی ہے جو اونہین کی کتابون سے مثل آفتاب

نصف النہار کے ثابت ہے اور اگر مراد تذلیل سے یہ ہے کہ جناب امام زین العابدینؑ
کے قید ہونے کا حال اور اہل حرم کے لٹنے اور بے مقنعہ و چادر اشتران بے
کجاوہ پر از کربلا تا شام لیجانا اور یزید کے سامنے پیش کرنا باعث تذلیل کا ہے
تو کوئی عقیل اسکو داخل تذلیل نہ کریگا مظلوم پر جو ظلم کیا جاے وہ ظالم کی
طرف سے ہوتا ہے پھر اوسمین رسوائی کا کیا دخل ہاں اگر اثبات گناہ جناب
سید الشہدا اور اسیران بلا کی نسبت کیا جاتا تو بیشک کردہ خویش آید پیش
کے مثل مین داخل ہوجاتا اور اگر ایسے واقعہ کا بیان کرنا موجب تفضیح
ہے تو مین مجبور ہوکر کہتا ہون کہ قصہ پر غصہ افک عائشہ رضی اللہ عنہا کا جو
بعد نزول آیہ سورہ نور ان الذین جاء و بالافک عصبۃ منکم لا تحسبوہ
شرا لکم بل ھو خیر لکم صفحہ دل سے خواطر انسان سے سہو اور محو ہوجانا چاہیے
تھا اور زبانون پر نہ آنا چاہیے تھا نہ حوالہ قلم ہونا تھا تا عیسائی اوسکو اپنی کتابون
مین لکھنے کا موقع نہ پاتے کیا اسمین تذلیل حضرت عائشہ کی نہین ہوتی
جو پادری عماد الدین نے اپنی کتاب تاریخ محمدی کے صفحہ ۱۶۵ پر لکھا ہے
عہ. اس لڑائی سے جب واپس آئے تو عائشہ زوجہ آنحضرت کسی آدمی کے
ساتھ میدان مین اکیلی پیچھے رہ گئی دوسری منزل پر آکر فوج مین شامل ہوئی
صفیان اوسے دوسرے دن ہمراہ اونٹ پر لایا لوگون نے مشہور کردیا
کہ کسی آدمی کے ساتھ اوسنے بدی کی ہے اور چند مسلمانون نے بھی اسکا
یقین کرلیا مثل حسان ابن ثابت و مسطح ابن اثاثہ و حمنا بنت جحش وغیرہ
نے اور یہ قصہ بہت مشہور ہوگیا اور شہر مین ٹھٹھے بازی اوڑ گئی اور مسٹر
ڈیون پورٹ نے اپنی کتاب مین جسکا ترجمہ جزو مظاہر الحق کے نام سے جناب
راجہ سید غضنفر حسین صاحب نے مطبع اثنا عشری مین چھپوا دیا لکھا ہے اگر

یہ قصہ پرغصہ تفاسیر آیہ مذکورہ بالامین نہوتا اور تاریخون مین نہ لکھا جاتا اور اوسکی تحریر مین اوسقدر بسط نہ دیا جاتا جو صفحہ ۲۰۶ سے صفحہ ۲۱۱ جلد اول روضتہ الاحباب مین ہے توکیون نوبت اسکی آتی دوسرا وہ قصہ خانگی جسکو صاحب روضتہ الاحباب نے صفحہ ۳۲۹ جلد اول مطبع تیغ بہادر لکھنؤ مین بسرخی قصہ ایلا لکھا ہے اور جسکو پادری عماد الدین نے اپنی کتاب مذکورہ بالامین صفحہ ۱۳۱ پر درج کیا ہے کہ ایک روز ابوبکر و عمر حضرت رسولخدا کے گھر مین آئے اوسوقت حضرت بہرے غمناک گھر مین بیٹھے تہے عمر خلیفہ بولا کہ یا حضرت میری جورو خارجہ کی بیٹی نے میرے سے کھانے پینے کا خرچ زیادہ مانگا تہا مینے اوسے آج خوب مارا محمد صاحب نے فرمایا دیکھو یہ میری جوروان بہی چارون طرف اسوقت بیٹھی ہین اور زبان نفقہ مانگتی ہین جو میرے پاس نہین ہے مین انکو کہان سے دون یہ بات سنکر ابوبکر خلیفہ اوٹھے اور اپنی بیٹی عایشہ زوجہ محمد صاحب کی گردن پر دھول ماری کہ کیون محمد صاحب سے یہ چیزین مانگتی ہے پہر عمر اوٹھا اوسنے اپنی بیٹی حفصہ کی گردن پر طمانچہ لگایا اور دھمکایا اور محمد صاحب سب عورتون سے ناراض ہوکر ایک ماہ کے لئے گھرون سے نکل گئے سبب دوم آنکہ زینب بنت جحش کے گھر مین حضرت نے شہد پیا تہا عایشہ اور حفصہ نے کہا محمد صاحب نے کیکر کی چھال کا رس پیا ہے اونکے منہ سے بدبو آتی ہے حضرت نے کہا نہین مینے تو شہد پیا ہے اب قسم کہاتا ہون کہ آیندہ کو کبہی شہد بہی نہ پیونگا مگر تم کسی سے نہ کہنا محمد صاحب نے اس جہت سے شہد پینے سے بہی قسم کہائی ہے مگر اون عورتون نے اس بات کا چرچا پہیلا دیا اسلیے حضرت خفا ہوکر ایک ماہ کے لیئے عورتون سے

جدا ہوگئے پھر اوسی کتاب مین صفحہ ۲۶۲ پر حضرت عائشہ کی تعریف مین پادری
صاحب موصوف نے لکھا ہے کہ عائشہ کہتی ہے کہ مین محمد صاحب کی ساری
عورتون سے اچھی ہون کئی وجہہ سے اوّل آنکہ اوسکی ساری عورتون مین صرف
ایک مین ہی کنواری آئی تھی دوم آنکہ میرے مان باپ مہاجر تھے سوم آنکہ
زناکاری کا بہتان جو میری نسبت مذکور ہوا تھا آسمان سے میرے بے گناہ
ہونے پر آیت آئی تھی چہارم آنکہ جب مین کنواری تھی جبرئیل فرشتے نے میری
تصویر محمد صاحب کو دکھلائی تھی کہ اسکو جورو بنا (جبرئیل کا تصویر ذی روح
بنانا بھی حضرت عائشہ کے زبانی پادری صاحب نے پایا لیکن پادری کا
کہنا ناگوار گذرے اور باور نہو تو صفحہ ۶۰۰ جلد دوم مدارج النبوت مین گواہ
پڑھین) پنجم آنکہ مین اور محمد صاحب دونون ایک برتن مین نہایا کرتے
تھے اور کسی عورت کے ساتھ یہ نہین ہوا ششم آنکہ رات کو محمد صاحب
نماز کیا کرتے تھے اور مین آگے لیٹی رہتی تھی (انتہی بقدر الحاجت) پہلی روایت
سے علاوہ اسکے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایسی ناداری
جو شان اقدس نبی کے سراسر خلاف تھی نکلتی ہے دوسرے اون بی بیون
کی جو حضرت کی ناداری جانتی تھین اور فرمایش بے موقع جتاتی تھین
یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مسلمان اپنی بی بیون کو مثل حضرت عمر کے مارا کرتے ہین
یا مارنا بی بیون کا جائز ہے کتاب مدارج النبوت کی جلد دوم صفحہ ۶۲۰ مین
لکھا ہے وہ قصہ کہ جو بابتہ اسما کے ہے بہتر ہے کہ اوسکو بھی بلفظہ لکھ دیا جاوے
"در روایتے آمدہ کہ آنحضرت ابو اسید ساعدی را فرستاد تا اسما را بمدینہ آورد
و از جمال او بمدینہ شہرت یافتہ بود زنان بتفرج او آمدند و امہات المومنین
زنے را آموختہ بودند کہ با وے بگوید کہ تو دختر ملوکی اگر خواہی کہ نکتے پیش از شوہر

ف - کوئی بھی ایسی نظر سے کہ اگر اوسکے گھر والون نے اس قسم کے مذکور ہون تو وہ پسند کریگا اور مشتہر کرنے والون کو اپنا دوست یا عزیز جانے گا -

داشته باشی چون با تو خلوت کند بگو اعوذ بالله منک که تر البسیار
دوست خواهد داشت در روایتے آمده که چون وے را نزد آن حضرت
آوردند زنان بر وے بسیار رشک بردند و در صورت آنحضرت شفقت
و مہربانی خود را آورده با وے اختلاط کردند عایشہ با حفصہ گفت که تو او را
حنا می بندی و من موے سرش شانه می کنم آنگاه بوے آن حرف گفتند
که چون آن حضرت خلوت کند باو بگوید اعوذ بالله منک چون آن سرور
باو بخانه در آمد و پرده فرو گذاشتند و خواست که باو مباشرت کند
گفت اعوذ بالله منک حضرت از نزد وے برجست و فرمود بمعاذی
عظیم پناه جستی برخیز و باہل خویش ملحق شو و ابو اسید را گفت تا او را بقبیله اش
برد بعد از آن آنحضرت را خبردار کردند که زنان این چنین مکر در حق وے
انگیخته بودند فرمود انهن صواحبت یوسف و ان کیدکن عظیم
ایسے قصص بیان کرنے سے اور سننے سے اگر کہا جائے کہ تذلیل امہات
مومنین کی ہوتی ہے تو البتہ ممکن ہے تو اس بیان سے ع شامیان
بستند بازو زینب و کلثوم را کسی قسم کی تضحیک و تذلیل حضرات اہل
حرم جناب سید الشہدا کی ممکن ہے ایسا ہی واقعہ جو تاریخ محمدی مذکور کے
صفحہ ۱۶۴ پر لکھا ہے وہ بھی بمجبوری سن لیجیے کہ وہ ابو سعید خدری سے
لکھا ہے کہ جب ہم غزوہ بنی المصطلق کے لیئے باہر گئے اور اوس لڑائی
مین ہمنے اونکی عورتون کو گرفتار کیا اس طرف لڑائی کی شدت تھی اوس
طرف اون عورتون پر ہمین شہوت ہو گئی پس ہم اونکے ساتھ عین جنگ
مین ہم بستر ہونے لگے تا نطفہ یعنے منی انزال کے وقت اونکے اندر نہ ڈالتے
تھے بلکہ باہر ڈالتے تھے ابو سعید کہتا ہے کہ مین نے اپنے دل مین کہا

رسول اللہ موجود ہین اور ہم یہ کام کرتے ہین رسول اللہ سے پوچھون کہ باہر
انزال کرین یا اندر پس ہین نے حضرت سے پوچھا تو فرمایا کہ تم باہر ڈالو یا نہ ڈالو
جو پیدا ہونے والا ہے ضرور پیدا ہوگا القصہ بعد اس جنگ کے مسلمانون
کے درمیان آپس مین جھگڑا ہوا یہان تک کہ بعض نے حضرت کو
بھی نہایت برا کہا اور بے عزتی کی اور ذلیل آدمی بتلایا جسکا ذکر
واہیات ہے (معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد) اگرچہ معلوم نہین ہوا
کہ ابوسعید کا یہ بیان پادری عماد الدین نے کس کتاب سے لکھا ہے مگر
جلد اول روضۃ الاحباب کے صفحہ ۲۰۳ پر تحریر ہے از ابوسعید خدری
مرویست کہ گفت بیرون رفتیم با رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
بغزوہ بنی المصطلق وچون زنان ایشان را بردہ گرفتیم وشہوت برما
غلبہ کردہ وعزوبت برما اشتداد یافتہ بود بطریق ملک یمین سبایا
اسیران تصرف مے نمودیم واز ایشان عزل میکردیم باخود گفتیم با عزل
میکنیم ورسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درمیان ماست واز وے
نمی پرسیم پس سوال کردیم از آن سرور کہ عزال از کنیزک جائز ہست
وفائدہ دارد یا نے جواب فرمود لا علیکم ان لا تفعلوا ما من نسمۃ
کائنۃ الی یوم القیمۃ الا وھی کائنۃ۔
(آنے والے) پادری عماد الدین نے براہ تذلیل صحابہ رسول اللہ
کے اپنی تاریخ مین چھاپ کر یہ لکھا ہے۔
(متکلم) یہ تو ظاہر ہے مگر جو اسکو تضحیک اور ذلت اکابرین مین
داخل نہین کرتے بلکہ امہات مومنین کے اوس قصہ کو جو سورہ
تحریم مین ہے اوسکی تفسیر کو پڑہتے پڑہاتے وکتب تاریخ مین

باسانید صحابہ لکھتے ہین اور کچہہ بہی اسکی پروا نہین کرتے کرا
کیا اثر پیدا ہوتا ہے اور غیر مسلمانون کی زبان پر کیا آتا ہے
مین نہین چاہتا کہ اوسکی تشریح کرون — تمام شد

صحت نامہ تقویت شہادت غیر نافع المسمی بہ رافع ضمیمہ تجویز سید علی احمد صاحب بنا معہ اعلان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٢-اعلان	٣	ترا	شاید ترا	٥	٢٠	نصیر آباد چلا گیا	نصیر آباد سے
٢	١١	پڑہتے ہوئے تشریف لائے	تشریف لائے	״	٢١	لڑکے مقدمہ	لڑکے کے
٣	٤	پڑہتے نہین	پڑہتے ہی نہین	٦	١	مظہر نے	مظہر کو
״	١٠	حسینی	حسنی حسینی	٧	١	کتابون جو	کتابون
٤	حاشیہ	حسد قصہ	حسد کے قصہ	״	٤	تہی بدعت	بدعت
٤	١٩	الم	علم	״	٧	امام نے	اور امام
״	٢١	جا تک	جہان تک	٨	٤	مظہر نے	مظہر
٥	١	بدعتونکی	بدعتیون کی	״	״	بیانات مقدمات	بیانات
				١٠	٢	در صفت	در صفت
״	حاشیہ	سر الشہادتین	سر الشہادتین اور	١٢	٦	کردین	کردہ
				״	٧	نحو	نحو رم
״	١٢	ک	و	١٥	١	[illegible]	[illegible]
				٢٠	٩	بای	بانی
״	١٥	اوسوقت	اسوقت	״	״	جمنا بائی	جمنا بائی
				״	١١	ملرہین گواہ	[illegible]
״	١٩	سنیو	سنیون	٢٢	١١	بلاکے	[illegible]

قیمت

تجویز دیوانی ٣/ — تجویز کلکٹری و رافع ٢/

مطبوعہ نگراسل سنہ ١٩٠٣ عیسوی مطابق ٢١ ذیحجہ سنہ ١٣٢٠ ہجری

غلط نامہ چھپ تعزیہ نصیر آباد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷	۱۹	منے	بیٹنے	۲۱	۱۱	سہس	نہ[illegible]
۱۲	۱۲	بے	+	۲۲	۱۳	اسق	ا[illegible]
۱۴	۱۹	قسمی	قسمتی	״	۱۴	علمہ	عا[illegible]
۲۱	۱	وَالْغَصِبِ	وَالْغَصْبِ	۲۴	۲۰	کسی	کر[illegible]
+	+	+	+	۲۸	״	احمہ	ا[illegible]

تمت

بتاریخ ۱۱ مارچ سنہ ۱۹۰۲ عیسوی مطابق ۲۹ ذیقعدہ
سنہ ۱۳۱۹ ہجری نبوی صلعم بمقام لکھنؤ محلہ فراشخانہ وزیر گنج
در مطبع اثنا عشری باہتمام سید عابد علی
عفی عنہ